رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

۱- عوام سے (؎ صہ)
۲- خواص سے (؎ ۵)
۳- ہندوستان سے باہر (؎ سے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے (؎ ۱۲/ سے)

تاریخہائے اشاعت ۷-۱۴-۲۱-۲۸

چہ گویمت با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر اول | قادیان دار الامان مورخہ ۷ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۱۳ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

نئے سال کے تمہیدی نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال اور عید سعید مبارک ہووے (آمین!)

الحمد للہ والمنّۃ کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی بارہویں جلد ختم ہو کر تیرہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ محض اُسی کا فضل و کرم ہے کہ اُس نے مجھ ایسے ایک کمزور اور کس مپرس نوجوان کو آج سے تیرہ سال پہلے جبکہ وہ اپنی عمر کے اکیسویں سال میں جا رہا تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے ایک خاص جوش عطا فرمایا۔ اور آج وہ اس سلسلہ اشاعت میں بابو نمبر کہلانے کا مستحق ہے آئندہ بھی اُسی کے فضل پر بھروسہ ہے کہ جب تک وہ چاہے اس مبارک خدمت کی توفیق دے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

گذشتہ بارہ سال کے اندر الحکم کے ذریعہ کسقدر کام ہوا یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اور بارہ سال کے واقعات چند سطروں میں نہیں سما سکتے اس لئے اس کی تفصیل ناظرین گذشتہ جلدوں میں تلاش کریں۔

تیرہویں جلد کا آغاز اُسی تقطیع پر ہوتا ہے جس پر اس کا پہلا نمبر ۸- اکتوبر ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا تھا کُل یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کے ماتحت اس تبدیلی ہیئت میں اُس جوش قدیم کے آثار پاتا ہوں بہت سے دل اس کو میری تیزی طبیعت اور تلوّن مزاج کا نتیجہ قرار دیں گے بعض یہ سمجھیں گے کہ کسی ایک مقام پر نہ ٹھہرنے والی طبیعت جدت کے جوہروں سے لبریز ہوتی ہے اور اس میں ترقی کرنے کے آثار مخفی ہوتے ہیں بہرحال سر دست تو جہاں سے چلا تھا وہیں سے پھر شروع کرتا ہوں۔ وللہ الحمد

الحکم اور سلسلہ کے لئے گذشتہ سال کسطرح پر گزرا اس کو آپ آج کے ایڈریس میں پڑھیں گے اور انشاء اللہ العزیز آئندہ الحکم کا کوئی نمبر شائع نہ ہوگا جس میں ایڈیٹر الحکم کا اپنا لکھا ہوا مضمون نہ ہوگا اور وہ دوسروں کی ذات پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنے رب پر بھروسہ کریگا اور اُس کی عطا کردہ قوتوں سے کام لیکر اُس کی اعانت کا متوقع رہیگا۔ پس الحکم میں اصلاحات کے صیغہ کو قریباً معدوم کر دیا جاویگا بجز ضروری اور اشد ضروری اصلاحات کے وہ اپنے ہی قلم سے انشاء اللہ العزیز لکھی جائے گی۔

آئندہ یا کم از کم سال رواں میں اس کا پروگرام کیا ہوگا۔ یہ واقعات پیش آمدہ سے معلوم ہوگا یا الحکم کے پرچے ظاہر کرینگے۔ فی الحال اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اس کا موضوع اور مقصد اسلام ہے اس لئے وہ اسلام کو اپنا مرکز قرار دیکر نظام اسلام کے محور پر گردش کرنے کی توفیق اپنے رب سے چاہیگا۔

وہ خریداران الحکم یاد رکھیں جو وقت پر قیمت دینے کے عادی نہیں ہیں کہ الحکم آئندہ اُن کی وجہ سے اپنے وقار اور عظمت کو نثار کرنے کے محض ناقابل ہے۔ وہ آئندہ اُن سرپرستوں کا راؤں اور اُن کے بڑھتے ہوئے شوق کی قدر کرنے کو تیار ہے۔ جو پیشگی قیمت دیکر بھی الحکم کی بے اعتدالیوں سے آج تک نہیں گھبرائے اس لئے یہ سال ہمارا اُن خریداران کو یا تو بر وقت قیمت دینے کا سبق دیگا۔ اور یا الحکم کو اپنی وضع بدلنے پر مجبور کریگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مندرجہ بالا تمہیدی نوٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے میں نئے سال میں قدم رکھتا ہوں اس کے نیکی اور بھلائی کے فرشتوں کی مدد چاہتا ہوا اس خدمت میں پھر آتا ہوں جس کا آغاز میں نے تیرہ سال پیشتر کیا تھا خدا میرا مددگار ہو۔ آمین!

اُن سے اختلاف رائے ظاہر کروں۔

اُن کے بعد میرے محترم مخدوم سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی نے اپنا لیکچر شروع کیا۔ شاہ صاحب نے بھی اپنا لیکچر لکھا ہوا تھا شاید اس میں کسیقدر مناسب وقت اضافہ یہاں آکر کرنا پڑا۔ آپ نے اپنے لیکچر کے ابتدا میں یہ ظاہر فرمایا۔ کہ ہم سب کے لیکچروں کا موضوع ایک ہی امر ہے۔ ہاں طرز بیان بے شک جدا ہوگا۔ اس تمہید کے بعد انہوں نے ایک نظم کے ساتھ اپنے لیکچر کو پڑھا۔ یہ لیکچر بھی انہی سلسلہ میں شائع کرونگا۔ شاہ صاحب کی تقریر میں تہذیب النفس اور تزکیہ قلب سے برکات اور ضرورت پر زور دیا گیا تھا جو بہت بڑا ضروری اور اصل امر ہے۔ جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ متوجہ کرتے رہے۔ یہ لیکچر باوجود نہایت اطمینان کے ساتھ سنا گیا۔ اس اثنا میں لوگوں کی آمد کا سلسلہ بھی بدستور جاری تھا۔ مگر اس سے کسی قسم کا خلل جلسہ کی حالت میں نہیں آیا۔ احباب ہمہ گوش متوجہ تھے اور متاثر تھے۔

شاہ صاحب کی تقریر کے بعد میر قاسم علی صاحب دہلوی مشہور اہل قلم کی نظم کا وقت تھا۔ میر صاحب کی نظم ہمیشہ حالی رنگ میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ اس مرتبہ جو نظم انہوں نے پڑھی۔ وہ مولانا جامی کی ایک نظم کی تضمین تھی۔ میر صاحب کی اس نظم نے حاضرین کو رولادیا۔ اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرقت اور مہجوری کی یاد نے تڑپا دیا۔

ان کی نظم کے بعد ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن کا لیکچر تھا۔ ڈاکٹر صاحب اخلاص کے ساتھ ایک خاص جوش سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنا لیکچر پُرجوش اور زور آور لہجہ میں پڑھا۔ آپ کے لیکچر کے ساتھ پہلے اجلاس کا خاتمہ ہوا۔

اور ظہر و عصر کی نماز جمع کی گئی

اس کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ اور ۲ بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے اپنی تقریر شروع فرمائی۔ یہ تقریر ایک جامع درس ہے۔ اور اس قابل ہے۔ کہ اسے ہزاروں کی تعداد میں شائع کیا جاوے۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی دونوں تقریروں کو انشاءاللہ پورے طور پر رسالہ کی صورت میں یا اخبار ہی میں شائع کردونگا خدا کے فضل اور توفیق سے میں نے اس تقریر کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ اور ناظرین اسے انشاءاللہ پڑھ کر خوش ہوں گے۔

حضرت امیرالمومنین کی تقریر کے بعد خاندان نبوت کے درخشندہ گوہر حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تقریر کا وقت تھا۔ مگر حضرت امیرالمومنین کی تقریر میں وہ وقت بھی گذر گیا۔ اس لئے آپ کی تقریر نہ ہوسکی۔

حضرت امیرالمومنین کی تقریر کے ساتھ آج کی کارروائی ختم ہوئی۔

رات کو انجمن ہائے احمدیہ کی **کانفرنس** تھی۔ اس کانفرنس میں تین امر پیش ہوئے۔

اوّل یہ کہ انجمن کا مالی سال اغراض تکمیل رپورٹ کے لئے آئندہ اکتوبر سے شروع ہوا کریگا۔ یہ امر معمولی جرح و قدح کے حصول کے بعد پاس کیا گیا۔

پھر دوسرا امر **تفسیر القرآن** کی اشاعت کے متعلق تھا۔ یہ وہ تفسیر ہے جو ریویو کے ہمراہ سہ ماہی وار بطور ضمیمہ شائع ہوتی ہے۔ بجٹ میں مجلس معتمدین نے سال رواں کے لئے اس کو بند کر دیا تھا۔ لیکن گتھالیان کی انجمن نے اس کے اجرائی تحریک کی تھی۔ کانفرنس میں یہ امر جب پیش ہوا۔ تو معمولی بحث کے بعد قرار پایا۔ کہ اس تفسیر القرآن کو جاری رکھا جاوے۔ میں نے بجٹ پر بحیثیت الحکم ریمارک کرتے ہوئے انجمن کے سامنے اس سوال کو قابل غور ظاہر کیا تھا۔ اور میں خوش ہوں۔ کہ انجمن نے تفسیر کے جاری رکھنے سے قرآن کریم کی خدمت کو نہیں چھوڑا۔ لیکن میں یہ کہدینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ انجمن اور خود اس تفسیر القرآن کے واجب الاحترام ایڈیٹر صاحب کوشش کریں گے۔ کہ یہ تفسیر موجودہ صورت کی نسبت زیادہ مفید ہوسکے۔ اور معلومات کا ایک وسیع خزانہ جمع کردینے کے بجائے اس کو عام فہم اور قرآن کریم کے مطالب پر جلد مطلع ہوجانے کا ایک ذریعہ بنادیا جاوے۔ بہرحال یہ سوال انجمن کے سامنے ہے۔ اور بہترین نتائج کی توقع ہے۔

اس کے بعد **شاخ دینیات یا مدرسہ عربیہ** کے متعلق بحث ہوئی۔ اور دیر تک اس مدرسہ کی تکمیل۔ ضرورت۔ تکمیل و اسباب تکمیل پر گفتگو ہوتی رہی۔ بالآخر یہ سوال فیصلہ طلب باقی رہا۔ اور مزید غور کی حاجت رہی۔ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر انشاءاللہ العزیز بحث کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔ کانفرنس کا اجلاس ختم ہوا۔ اور آج کی کارروائی اس کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔

دوسرا دن دوسرے دن کی کارروائی صدر انجمن کی سالانہ رپورٹ کے ساتھ شروع ہوئی۔ جو مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے پڑھی۔ رپورٹ کے بعض پہلوؤں پر غور کرنا ہم سب کا یکساں فرض ہے۔ اس لئے اس کے اقتباسات کو بھی دوسرے وقت پر اٹھا رکھتا ہوں۔

رپورٹ کے پڑھے جانے کے بعد جناب **خواجہ کمال الدین صاحب** پلیڈر جو انجمن کے بھی مشیر قانونی ہیں۔ اپیل کے لئے کھڑے ہوئے۔ بہ حیثیت ایک وکیل اور چیف کورٹ کے وکیل کے اُن کے لئے اپیل کا مضمون بڑا ہی موزون مضمون تھا۔ اور اس کو انہوں نے قابلیت سے ادا کیا۔ اور مستقل سرمایہ کی ضرورت کو بھی پیش کیا۔ الحکم میں ۲۵ ہزار والی تحریک جو شائع ہوتی رہی تھی۔ اور جسے انجمن نے باضابطہ مستقل سرمایہ کے لئے منظور کرلیا۔ خواجہ صاحب نے اس تجویز کو کھول کر بیان کیا۔ اور دو سال کے اندر ایک لاکھ روپیہ جمع کردینے کی تحریک کی۔ اور بہت سے دوستوں نے اس تجویز میں حصہ لینے کا وعدہ کیا۔ اور اُن کے نام درج ہوئے۔ خواجہ صاحب ابھی تقریر کر رہے تھے۔ کہ لوگوں نے چندہ دینا شروع کیا۔ جس کی تعداد نقد **سات ہزار** کے قریب ہے۔

چندہ کے لحاظ سے بھی یہ جلسہ کامیاب ہوا۔

غرض خواجہ صاحب کی اپیل اور چندہ کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ہوئی۔ اور اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اس جدید کتاب کا ذکر کیا۔ جو حال میں ولایت میں چھپی ہے۔ جس میں مسیح کے صلیب پر سے زندہ اترنے کے واقعات ایک چشمدید گواہ نے بیان کئے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں خواجہ صاحب نے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ بلکہ وہ ترجمہ قریباً کر بھی چکے ہیں۔ اس کے متعلق کسر صلیب کے عنوان سے انہوں نے ایک اشتہار بھی دیا ہے۔ مفتی صاحب کی تقریر کے بعد

حضرت فاضل امروہی

کا خطبہ تھا۔ اور آپ نے انہ لعلم للساعۃ پر

لطیف تقریر کی۔ اس کے ضمن میں جیسے بعض احباب کی تقریروں میں انجمن کی اہمیت کا تذکرہ بتکرار تھا۔ مولوی صاحب کی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح کے کمالات اور آپ کے خدائی انتخاب اور جماعت کو آپ کی اطاعت اور محبت اور وفاداری کی تاکید تھی۔ مولوی صاحب نے اپنی تقریر کو الگ بصورت پمفلٹ چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اس لئے شائد وہ الحکم میں نہ چھپ سکے۔

فاضل امروہی کی تقریر ہو چکی۔ تو خواجہ صاحب نے مولوی صدر الدین صاحب پروفیسر ٹریننگ کالج کو پیش کیا کہ وہ قرآن کریم کے حقائق اور معارف کو سنائیں گے۔ مولوی صدر الدین صاحب کی تقریر کا موضوع ایک لمبی تمہید کے بعد یہ تھا۔ کہ انسان آرام پسند ہستی ہے۔ اور آرام کی تمام راہیں قرآن مجید میں موجود ہیں اس لئے قرآن مجید ..... پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کے ضمن میں قرآن مجید کے سیکھنے کے لئے انہوں نے دو تجویزیں بتائیں۔ کہ جو لوگ عربی سے واقف ہیں۔ وہ یہاں تین ماہ میں قرآن شریف حضرت مولوی صاحب سے پڑھ لیں۔ اور جو عربی کم جانتے ہیں وہ ایک سال میں دوسرے علماء سے جو یہاں ہیں قرآن مجید پڑھ لیں۔

ان کی تقریر پر دن کی کارروائی ختم ہوئی۔ اور رات کو کانفرنس کے وقت پر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے انگریزی میں ایک لیکچر دیا۔ جس میں آپ کا منشاء اُن تجاویز کا بتانا تھا۔ جن کو ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لئے اختیار کیا جاوے۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں آپ کے اس لیکچر سے مستفیض نہ ہو سکا۔ بحوالہ عزیز ہمعصر بدر آپ نے فرمایا۔ کہ ممالک غیر میں ہمیں اسلام پھیلانے کے لئے عربی کے سوا دوسری زبانیں بھی سیکھنی چاہئیں بہت ہی عمدہ بات ہے۔ ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے سوال پر ہمیں بہت توجہ کرنی چاہئے۔ میں ڈاکٹر صاحب کی رائے سے بالکل متفق ہوں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ عربی اور دوسری زبانوں کے حصول کے لئے آسان راہیں کیا ہیں؟

تیسرا دن آج صبح کی کارروائی تشحیذ الاذہان کے جلسہ سے شروع ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم نے اور آپ کی تقریر نے مردہ دلوں کو جلا دیا۔ بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق و معارف کا سادہ اور سلیس الفاظ میں ایک خزانہ تھا۔ پلیٹ فارم پر صاحبزادہ صاحب اسی لب و لہجہ سے بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا انداز تھا۔ اور الولد سر لابیہ کا پورا نمونہ تھا۔ صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے متعلق مجھے الفاظ نہیں ملتے کہ میں اس کا ذکر کرسکوں۔ صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو

باپ کی طرح سیراب کر دیا۔

اور وہی زمانہ یاد دلا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بھی زیادہ حقائق و معارف کے موتیوں سے مالا مال کرے حضرت خلیفۃ المسیح اس اجلاس میں موجود تھے حضرت صاحبزادہ صاحب کی اس تقریر کو انشاء اللہ العزیز الحکم ضرور درج کریگا۔ اس کے بعد ایک دو نظموں کے بعد رپورٹ تشحیذ الاذہان سنائی جاکر صبح کی کارروائی ختم ہوئی۔

نماز ظہر و عصر

سے پہلے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے ایماء سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے لئے طلباء کے بھیجنے کی تحریک خاکسار ایڈیٹر الحکم نے کی۔ اور اس کی تحریک خود ڈاکٹر صاحب کا اپنے بچوں کا بھیجنا تھا۔ اس پر چند احباب نے اپنے بچوں کو بھیجنے کا وعدہ کیا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ لاہوری احباب خصوصیت سے ڈاکٹر سید کے مبارک فعل کی تقلید کرکے اپنے بچوں کو ضرور بھیجیں گے۔ اس کے بعد نماز ظہر و عصر ہوئی۔

اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت قیمتی تقریر کی۔ جو آپ کی تقریر کے ساتھ ہی شائع ہوگی۔ اس کے ساتھ ہی دن کی کارروائی ختم ہوئی۔ شام کو بعد نماز مغرب و عشاء ایڈیٹر الحکم کا لیکچر نظام قومی پر ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے میر قاسم علی صاحب دہلوی نے ایک لطیف نظم پڑھی۔ اور پھر حافظ غلام رسول صاحب نے تبرکاً قرآن مجید پڑھا۔ اس کے بعد نظام قومی پر میں نے اپنا لیکچر پڑھا جو لکھ کر چھاپ دیا گیا تھا۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا سنائی۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد حضرت مولوی نور الدین صاحب ہی خلیفۃ المسیح ہونے والے تھے۔ یہ رؤیا اگلی اشاعت میں چھاپ دی جاویگی۔ اس طرح جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اب اگلی اشاعتوں میں میں ضروری مضامین اور جلسہ کی بعض تقریروں پر مناسب ریمارک کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

از دفتر محاسب نمبر ۲ مورخہ ۴ر جنوری ۱۹۰۹ء

بخدمت جناب منیجر صاحب الحکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مندرجہ ذیل چند سطور اخبار الحکم میں شائع کرکے مشکور فرماویں

"عید فنڈ"

عید الضحیٰ کے معمولی چندوں کی نسبت امسال بسبب قرب جلسہ سالانہ تحریک کافی نہیں ہوئی۔ لیکن صدر انجمن احمدیہ ان انجمنوں اور احباب کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ جنہوں نے اپنے معمولی جوش اور فیاضی سے کام لیکر "عید فنڈ" اور کھالوں کی قیمت اکٹھی کی ہے جزاھم اللہ خیرا۔ یہ سب روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھجوا کر ممنون فرماویں۔ اور جہاں جہاں ابھی تک اس چندہ کی فراہمی کا کوئی انتظام نہ کیا گیا ہو۔ وہاں کی انجمنیں یا احباب مہربانی فرماکر اس چندہ کو احمدی احباب سے وصول فرماویں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔

خلیفہ رشید الدین

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

۴/۱/۱۹۰۹

ذکر حبیب یا ملفوظات احمدیہ

[اس عنوان کے نیچے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ کلمات اور ملفوظات شائع ہوا کریں گے۔ جو ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔ ایڈیٹر]

فرمایا۔ راستباز وہی ہے۔ جس کی خدا تعالیٰ شہادت دے۔ اور کسی قہر کے وقت امتیازی رنگ اس کے ساتھ ہو۔ جس طرح پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت فرعونی تباہ ہوئے۔ موسیٰ اور اُس کے ساتھ والوں کو خدا نے بچا لیا۔

فرمایا ہمارے مخالف ہمارے خلاف افترا کرتے ہیں۔ اُن کی غرض یہ ہے۔ کہ یہ سلسلہ رُک جاوے۔ مگر جب خدا کی طرف سے ہو۔ تو کون روک سکتا ہے؟ مفتری کی تو مخالفت کی بھی حاجت نہیں۔ خدا تعالیٰ خود اُس کا فیصلہ کر دیتا ہے۔

فرمایا۔ ہمارے اغراض تو یہ ہیں۔ کہ دین کے لئے زندگی وقف کریں۔ ایف۔ اے۔ بی اے والے اغراض سے ہمیں کیا۔ میں مدرسہ کی صرف اس امر کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید دینی خدمت کیلئے کام آسکے۔ جیسے مولوی محمد علی کام کر رہے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ جس کو ذرا سی استعداد ہو۔ وہ دُنیا کی طرف جھکتا ہے۔ آریوں نے ایک طرف تو ذرہ ذرہ کو خدا بنا رکھا ہے باوجود اس کے کئی پاس یافتہ اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔ ابھی تک یہی حال ہے جو مدرسہ سے نکلتا ہے۔ اُس کو یہی امور پیش آجاتے ہیں۔

فرمایا۔ لا تبقی لک من المخزیات ذکرا سے معلوم ہوتا ہے کہ رسوا کرنے والا ذکر باقی نہ چھوڑیں گے۔ یعنے تیرے آنے کی علت غائی کو پورا ہی کر دیں گے۔ یہ مبشر ہے لیکن جسقدر مامور آئے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا گیا کہ ان کی زندگی ہی میں تکمیل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مدینہ تک ہی تھا۔ پھر رفتہ رفتہ ابوبکر عمر عثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھ سے ترقیاں اور تکمیل ہوئی۔ یہاں تک کہ کچھ حصہ ہندوستان کا بھی نے لیا گو کچھ مغلیہ سلاطین سے جو سات سو برس تک رہے اُن کے عہد میں بھی کچھ ترقی ہوئی۔ ایسی ہی جگہ مساجد تعمیر ہوئیں جو ہندوؤں کے مقامات تھے۔ یہ سنت اللہ ہے۔ کہ جو مامور ہو کر آتا ہے۔ ضروری نہیں کہ سب مقاصد کی اس کے ہاتھ پر تکمیل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں قیصر و کسریٰ کی خزانوں کی کنجیاں دی گئیں حالانکہ وہ کنجیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئیں۔

فرمایا۔ یہ الہام جو ہے۔ کہ اس دن سب پر اُداسی چھا جائیگی اُس سے یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ انسان ہر چیز کو قبل از وقت سمجھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت صحابہ کی یہی حالت تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جوش آگیا۔ اور اُنہوں نے تلوار نکال کر کہا کہ اگر کوئی کہیگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ہے۔ تو میں اُس کو قتل کر ڈالونگا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑہی۔ **ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** یہ آیت ایک لڑائی میں اتری تھی جب شیطان نے آواز دی۔ کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔

فرمایا۔ ایسے امور میں حیرت و سرگشتگی لازم امر ہوتا ہے میں جانتا ہوں۔ قبل از وقت ان امور کا بار بار ظاہر کرنا تسلی کا موجب ہوتا ہے۔ ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ دو عالم **یقینی الوجود** ہیں۔ ایک یہ ہے۔ ایک دوسرا چونکہ اس کا علم نہیں ہوتا۔ وہمی سمجھتا ہے اور کراہت کرتا ہے چونکہ خبر نہیں اس وجہ سے اس عالم سے محبت کرتا ہے۔ ورنہ یہ تو اسی قدر ہے کہ جیسے زاد راہ کا مسافر بندوبست کرتا ہے۔ اس سے زیادہ شریعت حکم نہیں دیتی۔ اگر یہ عالم ہمیشہ کے لئے ہوتا۔ تو آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کی ضرورت تھی۔ اور اُن کے بھیجنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون ہو سکتا ہے۔ مگر وہی کام لئے۔ جو اُن سے لینے تھے۔ اوروں کو جانے دیجئے انبیاء و بنی اسرائیل کو ہی لیجئے خصوصاً موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دعا کرتے رہے۔ اُن کو ناکامی کا اندیشہ تھا۔

فرمایا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہیں جو وہ کرتا ہے۔ بہتر کرتا ہے۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا کے کاروبار میں فرق آجاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ جماعت ۴۰ دن ماتم کرتی رہی۔ مگر خدا تعالیٰ نے یشوع کو قائم کر دیا۔ یہاں تک چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہے۔ اور پھر مسیح آگیا۔ یہ دھوکا لگتا ہے۔ اور اس سے **بُت پرستی** تک نوبت پہنچتی ہے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ میں اللہ تعالیٰ کے کام کے بغیر نظر اُٹھانا پسند نہیں کرتا۔

فرمایا۔ میرے ایک چچا صاحب فوت ہو گئے۔ ان کو رؤیا میں دیکھا۔ اور اُس عالم کے حالات پوچھے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ دو فرشتے سفید پوش سامنے آتے ہیں اور کہتے ہیں **موالبس موالبس** حقیقت میں کسی ایسے وجود کا نکل جانا جس کو انسان ضروری سمجھتا ہو موالبس موزون ہوتا ہے۔ پھر **دونو اُنگلیاں** ناک کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ **اسے روح جس راہ سے آئی تھی واپس نکل جا۔** طبعی امور سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے۔ اسی راہ سے تعلق ہے۔ توریت میں بھی ہے۔ زندگی کی روح پھونگی گئی۔

۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ کل پھر الہام ہوا۔ قرب اجلك المقدر اس پر فرمایا۔ کہ مدرسہ کی حالت دیکھ کر دل پارہ پارہ اور زخمی ہو گیا۔ علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے مولوی عبد الکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی مولوی برہان الدین فوت ہو گئے۔ اب قائمقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں اُن کو بھی فوت شدہ سمجھئے۔ دوسرا جیسا کہ خدا چاہتا ہے۔ کہ تقویٰ ہو۔ اُس کی تخم ریزی بھی یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے مُنہ سے بھی نہیں نکلتا۔

ہزارہا روپیہ قوم کا جو جمع ہوتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو کہ علماء پیدا ہوں علم دین میں برکت ہے اس سے تقویٰ حاصل ہوتی ہے بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوی علم میں برکات ہیں۔ لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں۔ لنگر خانہ کے لئے یا مدرسہ کیلئے اس میں اگر بیجا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔ **والمدبرات امرا** میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک نہ بانا نی فوری تھے

انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا مدعا یہ ہے اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب چاہتا ہے۔ میرے دل کو صدمہ پہنچا ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا کی وحی قرب اجلک المقدر سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کے لئے لوگ تیار ہو جاویں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے پہلے گزر جاتے ہیں دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔ مولوی عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوتے ہیں ان کا قائم مقام کوئی نہیں۔ دوسری طرف ہزارہا روپیہ جو مدرسہ کیلئے لیا جاتا ہے پھر اس سے فائدہ کیا۔ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے تو دنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اصل غرض مفقود ہے۔ میں جانتا ہوں جب تک تبدیلی نہ ہوگی۔ کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ کی جماعت روحانی سپاہیوں کی تیار کرنے والے تھے۔ وہ نہیں رہے۔ وہ چلے گئے ہیں۔ ہمیں کیا غرض ہے کہ قدم بقدم اُن لوگوں کے چلیں جو دنیا کے لئے چلتے ہیں۔

۱۷ر دسمبر ۱۹۰۵ء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے۔ پانچ چھ روز سے متواتر یہی الہام ہو رہا ہے۔ انسان جن چیزوں کی بابت تمنا کرتا ہے۔ اُن کی بابت چاہتا ہے کہ معلوم ہوں۔ جن سے کراہت کرتا ہے چاہتا ہے کہ وہ نامعلوم ہوں۔ مگر عادت اللہ یہ نہیں کہ وہ انسانی خواہشات کی پیروی کرے۔ مجھے پانچ چھ روز سے فجر کے قریب الہام ہوتا ہے قرب اجلک المقدر۔ آج اس کے ساتھ یہ بھی تھا واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

انبیاء علیہم السلام کے متعلق سنت اللہ یہی ہے۔ کہ وہ تخم ریزی کر جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کا اجماع غلط نکلا۔ وہ یہی سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ فتح کر کے جائیں گے۔ انہوں نے آپ کی وفات کو قبل از وقت سمجھا۔ مگر ابوبکر کی فراست صحیح تھی

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع۔ مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق جو الہام ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب نصرت الٰہی ظاہر ہو۔ میرا مذہب یہی ہے کہ طول امل کے طور پر کچھ نہیں کرنا چاہئے۔ انبیاء علیہم السلام جسقدر آئے ہیں وہ تخم ریزی کر جاتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں اشاعت اسلام کی۔ اور ان میں سے بھی بعض اسلمنا میں داخل تھے۔ یہ گویا تخم ریزی تھی۔

مولوی برہان الدین مرحوم کے متعلق فرمایا۔ کہ وہ اوّل ہی اوّل ہوشیارپور میں میرے پاس گئے۔ اُن کی طبیعت میں حق کے لئے ایک سوزش اور جلن تھی۔ مجھ سے قرآن شریف پڑھا۔ بائیس برس سے میرے پاس آتے تھے۔ صوفیانہ مذاق تھا۔ جہاں فقرا کو دیکھتے وہیں چلے جاتے۔ میرے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ماتم پرسی کے لئے لکھ دوں۔ بہتر ہے کہ اُن کا جو لڑکا ہو۔ وہ یہاں آجاوے۔ تاکہ وہ باپ کی جا بجا ہو۔ اُسے لکھو کہ وہ دین کی تکمیل کرے کیونکہ باپ کی ہی روش پر ہونا چاہئے۔

منشی جلال الدین بھی بڑے مخلص تھے اور اُن کے ہمنام پیر کوٹ والے بھی۔ دونوں میں سے ہم کسی کو ترجیح نہیں دے سکتے۔ سال گذشتہ میں ہمارے کئی دوست جدا ہو گئے۔ مولوی جمال الدین سید والا بھی۔ مولوی شیر محمد ہوجن والے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ میں کوئی مصالح رکھے ہوں گے۔ اس سال میں حزن کے معاملات دیکھنے پڑے

۱۸ر دسمبر ۱۹۰۵ء میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے لئے ایک زمین تلاش کی جاوے۔ جو قبرستان ہو۔ یادگار ہو اور عبرت کا مقام ہو۔

قبروں پر جانے کی ابتداءً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کی تھی۔ جب بُت پرستی کا زور تھا۔ آخر میں اجازت دیدی۔ مگر عام قبروں پر جا کر کیا اثر ہوگا جن کو جانتے ہی نہیں۔ لیکن جو دوست ہیں اور پارسا طبع ہیں اُن کی قبریں دیکھ کر دل نرم ہوتا ہے۔ اس لئے اس قبرستان میں ہمارا ہر دوست جو فوت ہو۔ اُس کی قبر ہو۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ نے پختہ طور پر ڈال دیا ہے کہ ایسا ہی ہو جو خارجاً مخلص ہو۔ اور وہ فوت ہو جاوے .... اور اس کا ارادہ ہو۔ کہ اس قبرستان میں دفن ہو۔ وہ صندوق میں دفن کر کے یہاں لایا جاوے۔ اس جماعت کو بہیئت مجموعی دیکھنا مفید ہوگا۔ اس کے لئے اوّل کوئی زمین لینی چاہئے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ باغ کے قریب ہو

فرمایا۔ عجیب مؤثر نظارہ ہوگا۔ جو زندگی میں ایک جماعت تھے مرنے کے بعد بھی ایک جماعت ہی نظر آئے گی۔ یہ بہت ہی خوب ہے جو پسند کریں۔ وہ پہلے سے بندوبست کر سکتے ہیں۔ کہ یہاں دفن ہوں۔

جو لوگ صالح معلوم ہوں۔ اُن کی قبریں دور نہ ہوں۔ ریل نے آسانی کا سامان کر دیا ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ

وما تدری نفس بای ارض تموت

مگر اس میں یہ کیا لطیف نکتہ ہے۔ کہ بای ارض تدفن نہیں لکھا۔ صلحا کے پہلو میں دفن بھی ایک نعمت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ مرض الموت میں اُنھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہلا بھیجا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ ہے۔ انہیں دی جاوے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایثار سے کام لیکر وہ جگہ ان کو دے دی۔ تو فرمایا

ما بقی لی ھم بعد ذالک

یعنے اس کے بعد اب مجھے کوئی غم نہیں۔ جبکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں مدفون ہوں۔ مجاورت بھی خوشحالی کا موجب ہوتی ہے میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ اور یہ بدعت نہیں۔ کہ قبروں پر کتبے لگائے جاویں۔ اس سے عبرت ہوتی ہے۔ اور ہر کتبہ جماعت کی تاریخ ہوتی ہے ہماری نصیحت یہ ہے۔ کہ ایک طرح سے ہر شخص گور کے کنارے ہے۔ کسی کو موت کی اطلاع مل گئی اور کسی کو اچانک آجاتی ہے۔ یہ گھر ہے بے بنیاد۔ بہت سے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ اُن کے گھر بالکل ویران ہو جاتے ہیں۔ ایسے واقعات کو انسان دیکھتا ہے۔ جب تک مٹی ڈالتا ہے۔ دل نرم ہوتا ہے۔ پھر دل سخت ہو جاتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے۔

لیکھرامی لاش پر اندر کا جوش

مسٹر دھرمپال نے یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو جو رسالہ شایع کیا ہے اس میں انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مضبوط اور سرشکن چٹان کیساتھ ٹکرانے کی کوشش کی ہے اسکا نتیجہ کیا ہوگا واقعات خود بتائیں گے۔ مگر میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کروں جو دھرمپال پھیلانا چاہتا ہے۔

مسٹر دھرمپال نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۳ پر ہمارے بھاور کی لاش کے عنوان سے چھ کے قریب سطریں اور ایک تصویر شایع کی ہے یہ تصویر پنڈت لیکھرام کی ہے جس میں انکو ارتھی پر رکھا ہوا دکھایا گیا ہے اس تصویر کی اشاعت پر مسٹر دھرمپال نے لکھا ہے تا کہ گورنمنٹ سمجھے کہ انکی آنکھوں کے سامنے ایک معزز سوسائٹی کے لیڈر کی لاش کو اسکے مخالف کس طرح کارٹون بنا بنا کر آریوں اور ہندوؤں کی دل آزاری کرتے ہیں اگر گورنمنٹ نے اس شرارت کا کوئی نوٹس نہ لیا تو ہمیں درحقیقت افسوس ہوگا۔"

ایڈیٹر اندر سے ایڈیٹر الحکم کا جو مکالمہ ہوا تھا اس میں آریہ سماج کے پولیٹکل بادی ہونے پر بھی گفتگو ہوئی تھی اور مسٹر دھرمپال نے یہ شکایت کی تھی کہ ایڈیٹر الحکم نے آریہ سماج کے خلاف ایسے وقت میں لکھا جبکہ آریوں کی بعض کرتوتیں گورنمنٹ کے نوٹس میں آچکی تھیں اگر ایڈیٹر اندر نے اسکا بدلہ لینا چاہا ہے۔ تو اسے مبارک ہو اس میں بھی حقیقت کا راز کھلجائیگا

دھرمپال نے اپنے خیال میں اس تصویر کو ہندوؤں اور آریوں کی دل آزاری کا موجب قرار دیکر گورنمنٹ کو متوجہ کیا ہے گورنمنٹ جب اسپر توجہ کریگی تو ہمیں امید ہے کہ اسوقت دھرمپال اور اسکے ہم خیالوں کو اس معاملہ میں ایسا شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کہ وہ مدۃ العمر یاد رکھیں گے۔

پنڈت لیکھرام کا واقعہ ہمارے سلسلہ اور اسلام کی صداقت کا ایک گواہ ہے وہ خطوط شایع ہو چکے ہیں جو اسنے حضرت مسیح موعودؑ کو نشان نمائی کی تحدی کے لیے لکھے اسکا قادیان آنا کوئی مخفی امر نہیں بلکہ اسکے قتل پر جب ایک پیشگوئی کے موافق حضرت اقدسؑ کی خانہ تلاشی ہوئی۔ اسوقت اسکے اصل خطوط پولیس نے دیکھے اور ان کے متعلق ذمہ وار آفیسر نے گورنمنٹ کو مناسب علم دیا اور یہ سب واقعات عرصہ سے پبلک میں آچکے تھے انکے دہرانیکی ضرورت نہیں مگر یہ نئی صورت دل آزاری کی ہمیں معلوم کونسی پیدا ہو گئی ہے جس نے دھرمپال کو جوش دلایا ہے بہتر تھا کہ دھرمپال اس سوال کو نہ چھیڑتا اور اس لاش پر عبرت کی نظر سے گزرجاتا مگر اب جبکہ اس نے اس سوال کو چھیڑا ہے تو میں اسے صلاح دیتا ہوں کہ وہ اپنے گھر سے تحقیقات شروع کرے اور دیکھے کہ کیا پنڈت لیکھرام کی تصویر کبھی آریوں نے شایع کی؟ کیا دفتر اندر میں اور خاص ایڈیٹر کے اپنے کمرہ میں لیکھرام کی تصویر تصاویر کے زمرہ میں آویزاں ہے یا نہیں؟ اگر آریوں نے کوئی تصویر شایع کی اور اب تک بکتی ہے۔ تو کیوں اس سے دل آزاری اور ہتک نہیں ہوتی ہے؟

اسکے علاوہ میں دھرمپال کو ایک اور مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس تصویر کا معائنہ کریں جو لیکھرام کی مرتے ہوئے تصویر ہے جب وہ اسکا معائنہ کریں گے تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ اپنے آریہ بھائیوں پر بھی وہ دل آزاری کی تحقیقات قایم کریں گے اور گورنمنٹ کو متوجہ کریں گے کہ ان آریوں کو جنہوں نے لیکھرام کی تصویر بنا کر شایع کی اور فروخت کی ہو فوراً کالے پانی بھیجدیا جاوے گر افسوس ہے کہ اس کی ان باتوں پر لوگ ہنسینگے اور کچھ نہیں۔

مسٹر دھرمپال سنو! اور کان کھولکر سنو! یہ تصویر خود تمہارے گھروں سے نکلی ہے اور تم نے خود شایع کی ہے اوروں کو کیا الزام دیتے ہو اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیا کرو۔

اس تصویر کا دوسرا پہلو عمداً تاریک رکھا جاتا ہے اسے اسوقت روز روشن میں لائیں گے جب ضرورت پڑی فی الحال امید کرنی چاہیے کہ دھرمپال اپنی غلطی پر آگاہ ہو جائے گا۔

بجلی کس پر گری؟

امرتسری مکذب نے الحکم کے اس نقصان پر جو گذشتہ سال میں مشین کی وجہ سے ہوا ہنسی کی تھی اور لکھا تھا کہ الحکم پر بجلی گری۔ اگرچہ دانشمندوں اور معاملہ فہم لوگوں کے نزدیک اسکا یہ اوچھا پن کوئی وقعت نہیں رکھتا تھا کیونکہ تجارتی معاملات میں نفع اور نقصان کے دونوں پہلو ہوتے ہیں مگر حق و حکمت کا دشمن (جو گھاس پھوس کو ہاتھ مارنا اپنی نجات اور رفع خجالت کا ذریعہ یقین کرتا ہے) اس نقصان کو خوشی سے ظاہر کرنے میں اپنی کامیابی سمجھتا رہا اور اس نتیجہ سے بے خبر تھا جو چند ہی روز کے بعد اسے پیش آنیوالا تھا اور آخر وہ ہنگیبی رنگ کھل کر رہا۔ مرقع قادیانی جو بڑے زور شور اور جوش او جلال کیساتھ شروع کیا گیا تھا اور جسکے لیے بڑے پر زور الفاظ میں حضرت اقدس کے وصال پر وعدہ کیا گیا تھا کہ کبھی بند نہیں ہوگا ثناء اللہ کی ذلت و ناکامی اور حسرت و یاس کا اعلان کرتا ہوا بند ہو گیا اور جس قلم نے نہایت شوخی اور تکبر کیساتھ یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ کبھی بند نہیں ہوگا اسی کو نہایت بیحیائی کیساتھ اعلان کرنا پڑا کہ اسے بند کیا جاتا ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مولوی فاضل صاحب! دیدہ عبرت کشا یہ ہے حق کی بجلی۔ جو خس و خاشاک کو جلا دیتی ہے میں تو تیرے مرقع کو پہلے ہی دن دیکھکر یقین کر چکا تھا کہ یہ مرقع ناکامی ثناء اللہ کے چہرہ پر ایک اور داغ ہے اور اسکا وہی حشر ہوگا جو اسکے پہلے بزرگ ضمیمہ شحنہ اور اشاعۃ السنہ اور دوسرے ان معاصرین کا ہوا جو یہ شن لیکر آئے تھے کہ سلسلہ حقہ کی مخالفت کریں گے کیا انکا پتہ دے سکتے ہو وہ کہاں ہیں؟ نادان امرتسری تو اس مرگ انبوہ جشنے دارد کا مصداق سمجھکر شاید خوش ہو مگر یہ تیری بے حیائی ہوگی!

دیکھ خدا تعالیٰ کے محض فضل سے تو جس الحکم کے لیے چاہتا تھا کہ بند ہو جاوے تا کہ اسکی ضربوں سے محفوظ ہو جاوے وہ بدستور تیری اصلاح اور تنبیہ کے لیے موجود ہے اور اسکے خوش قسمت دشمن کا مرقع ناکامی کی قبر میں لیٹا ہوا اپنا رہا ہے۔ کہ

بجلی کا نشانہ ہو گیا ہوں

حق کی بجلی اس طرح پر گرا کرتی ہے اور اس طرح پر رسوا کیا کرتی ہے دیکھ میں نہایت درد مند دل سے تمہیں صلاح دیتا ہوں کہ اس شوخی کو چھوڑ دے یہ اچھے پھل پیدا نہیں کریگی تیرے پہلو نے کیا کیا جو تو کھائیگا۔

باز آ ازانچہ کردی باز آ

امرتسری مکذب نے اپنی بجلی والے مضمون میں الحکم کو مالی مدد دینے کا بھی ذکر کیا تھا اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ میرے نزدیک دینی جنگ میں اگر کسی فاسقہ فاجرہ کے گھر میں بارود ہو تو وہ بھی استعمال کر لینا درست ہے۔ بس اس صورت میں ثناء اللہ کی مدد جو ہوتی ہے قبول کرنے سے کیوں احتراز کرونگا اسے چاہیے کہ وہ شوق سے ہے تاکہ پھر ایک مرتبہ مجھے اس فقرہ کا مزا آجاوے کہ

اسکی جوتی اسکا سر

اسکے بھیجے ہوئے روپیہ کو میں ایسے طور پر استعمال کرونگا جو ثناء اللہ

کارخانہ اخبار الحکم کی رعایتی اور جدید کتابوں کی فہرست

مندرجہ ذیل کتابیں اور اخبارات کارخانہ الحکم میں موجود ہیں سالانہ جلسہ کی تقریب پر انکی قیمتوں میں رعایت کیگئی تھی لیکن ایڈیٹر الحکم کی مصروفیت اور کارخانہ میں رخصت کیوجہ سے احباب اس رعایت سے فائدہ نہ اٹھا سکے اسلیئے صرف ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء تک رعایت کیجاتی ہے جو صاحب چاہیں بذریعہ قیمت طلب پارسل منگوالیں ؎

مکتوبات احمدیہ جلد اول۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھوتی اور پرانی تحریروں کے سلسلے میں بالکل نایاب اور نادر مجموعہ۔ یہ مجموعہ مکتوبات آپکی بعثت سے پہلے کا ہے میں ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا بجز اسکے کہ تصوف اور معرفت کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ عجیب و غریب مضامین ان میں درج ہیں اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ابتدا ہی سے آپ خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کے لیئے کس قدر جوش دل میں رکھتے تھے یہ کتاب بالکل نئی چھاپی گئی ہے۔ قیمت فی جلد ۸ر

حقیقت نماز: جس میں نماز کی حقیقت۔ ارکان نماز کا فلسفہ نہایت خوبی کیساتھ بیان کیا ہے نماز کے متعلق تمام ضروری مسائل درج ہیں تین سو صفحوں میں پر سیر کن بحث کی ہے اور آخر میں قرآن مجید کے آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر ہے یہ کتاب ایسی ہے کہ جسکی تالیف پر ایڈیٹر الحکم کو ناز ہے۔ قیمت فی جلد ۱۲ر رعایتی ۱۰ر **(۱) الاسماء الحسنیٰ**: یہ کتاب حضرت باری عزاسمہ کی صفات اور اسماء کے متعلق ہے اور اللہ کی صفات کی جو تفصیل قرآن مجید میں آئی ہے اسکو بیان کیا ہے قیمت ۵ر رعایتی ۲ر **سلک مروارید**: ہر دو حصہ ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے جو خصوصیت سے عورتوں کے لیئے حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود کی خواہش کے ماتحت قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے اور اسقدر مقبول ہوا کہ تیسری مرتبہ چھاپنے کی ضرورت پڑی ہر دو حصہ قیمت ۸ر رعایتی ۶ر **رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء** یہ نہایت قیمتی مجموعہ ہے جس میں حضرت اقدس کی تین حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی دو اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی تقریریں درج ہیں اور پہلے قریباً دو جزو کا ایک انٹروڈکشن ایڈیٹر الحکم کا ہے جس میں حضرت اقدس کی بابرکت کارروائی پر ریویو ہے قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر **اصلاح النظر** ایک آریہ کے جواب میں حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح کے خاص حکم سے لکھا گیا صرف چند جلدیں باقی ہیں کوئی رعایت نہیں **متفرق کتابیں**۔ جن کی قیمت میں پہلے رعایت کیگئی ہے اصل قیمت درج ہے اسکا ۳/۴ لیا جاویگا **مراۃ الجہاد** مسئلہ جہاد پر مبسوط اور مفصل کتاب لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ حقیقت جہاد کا دندان شکن جواب۔ تین سو سے زیادہ صفحوں کی کتاب قیمت ۱۲ر **آریہ دھرم** آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے اور اعتراضات کا خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں قیمت ۴ر **نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط**۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے معتقدات کا لاجواب رد کیا ہے یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے قیمت ۲ر **سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب**۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے قیمت ۲ر **فیصلہ آسمانی** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ر **نور القرآن** حصہ دوم عیسائیوں کا عجیب رد قیمت ۴ر **رپورٹ جلسہ ۱۸۹۸ء** دارالامان میں ۹۸ کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے بھی زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت ۸ر **الانذار** ۴ر **خطبات کریمیہ** ۔۴ر **تفسیر سورۂ تبت** ۱ر **سواء السبیل** نمبر ۱ ۱ر **نسخ** ۱ر **رد شیعہ** ۴ر **ضرورۃ الامام** ۱ر **قصیدہ ضوابط الا** ۱ر **دعوۃ الحق** نمبر ۲ ۱ر النصیحہ ۱ر مسلمانوں کا اتفاق اور اسکے حصول کا ذریعہ ۱ر نمونہ ترجمۂ قرآن مجید ۳ر مجموعہ کی آمین ۳ پائی دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ر تحفہ احمدیہ ۱ر اخبارات کے پچھلے فائلوں کا اعلان اگلی اشاعت میں ہوگا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

تاریخہائے اشاعت :- ۷-۱۴-۲۱-۲۸

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

۱- عوام سے (صر)
۲- خواص سے (عہ)
۳- ہندوستان سے باہر (سے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے (۱۲)

نمبر اول | قادیان دار الامان - مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۹ء مطابق ۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

نئے سال کے تمہیدی نوٹ

ناظرین و سرپرستان الحکم کو نیا سال اور عید سعید مبارک ہووے (آمین!)

الحمد للہ والمنۃ کہ اس نمبر کے ساتھ الحکم کی بارہویں جلد ختم ہو کر تیرہویں جلد کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ محض اسی کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھ ایسے ایک کمزور اور کس مپرس نوجوان کو آج سے تیرہ سال پہلے جبکہ وہ اپنی اکیسویں سال میں جا رہا تھا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے ایک خاص موقع عطا فرمایا۔ اور آج وہ اس سلسلہ اشاعت میں ابو الخیر کہلانے کا مستحق ہے۔ آئندہ بھی اسی کے فضل پر بھروسہ ہے۔ کہ جب تک وہ چاہے اس مبارک خدمت کی توفیق دے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

گذشتہ بارہ سال کے اندر الحکم کے ذریعہ کس قدر کام ہوا یہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے۔ اور بارہ سال کے واقعات چند سطروں میں نہیں سما سکتے۔ اس لئے اس کی تفصیل ناظرین گذشتہ جلدوں میں تلاش کریں۔

تیرہویں جلد کا آغاز اسی تقطیع پر ہوتا ہے جس پر اس کا پہلا نمبر ۲۰- اکتوبر ۱۸۹۷ء کو شائع ہوا تھا۔ کل یوم ہو فی شان کے ماتحت اس تبدیلی ہیئت میں اس جوش قدیم کے آثار پاتا ہوں بہت سے دل اس کو میری تیزی طبیعت اور تلون مزاج کا نتیجہ قرار دیں گے بعض یہ سمجھیں گے کسی ایک مقام پر نہ ٹھہرنے والی طبیعت جدت کے جوہروں سے لبریز ہوتی ہے اور اس میں ترقی کرنے کے آثار مخفی ہوتے ہیں بہرحال سر دست تو جہاں سے چلا تھا وہیں سے پھر شروع کرتا ہوں۔ و للہ الحمد

الحکم اور سلسلہ کے لئے گذشتہ سال کس طرح پر گزرا۔ اس کو آپ آج کے لیڈر میں پڑھیں گے اور انشاء اللہ العزیز آئندہ الحکم کا کوئی نمبر شائع نہ ہوگا جس میں ایڈیٹر الحکم کا اپنا لکھا ہوا مضمون نہ ہوگا اور وہ دوسروں کی ذات پر بھروسہ کرنے کے بجائے اپنے رب پر بھروسہ کریگا اور اس کی عطا کردہ قوتوں سے کام لیکر اسی کی اعانت کا متوقع رہیگا۔ پس الحکم میں اسلات کے صیغہ کو قریباً معدوم کر دیا جاویگا۔ بجز ضروری اور اشد ضروری مراسلوں کے وہ اپنے ہی قلم سے انشاء اللہ العزیز لکھا جائے گا۔

آئندہ یا کم از کم سال رواں میں اس کا پروگرام کیا ہوگا۔ یہ واقعات پیش آمدہ سے معلوم ہوگا یا الحکم کے پرچے ظاہر کریں گے۔ فی الحال اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کا موضوع اور مقصد اسلام ہے۔ اس لئے وہ اسلام کو اپنا مرکز قرار دیکر نظام اسلام کے محور پر گردش کرنے کی توفیق اپنے رب سے چاہیگا۔

وہ خریداران الحکم یاد رکھیں جو وقت پر قیمت دینے کے عادی نہیں ہیں۔ کہ الحکم آئندہ ان کی وجہ سے اپنے وقار اور عظمت کو نثار کرنے کے محض ناقابل ہے۔ وہ آئندہ ان سرپرستوں کی راؤں اور ان کے بڑھتے ہوئے شوق کی قدر کرنے کو تیار ہے۔ جو پیشگی قیمت دیکر بھی الحکم کی بے اعتدالیوں سے آج تک نہیں گھبرائے۔ اس لئے یہ سال ہمارے ان خریداران کو یا تو بر وقت قیمت دینے کا سبق دیگا۔ اور یا الحکم کو اپنی وضع بدلنے پر مجبور کریگا۔ انشاء اللہ العزیز۔

مندرجہ بالا تمہیدی نوٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے میں نئے سال میں قدم رکھتا ہوں اس کے نیکی اور بھلائی کے فرشتوں کی مدد چاہتا ہوا اس خدمت میں پھر آتا ہوں جس کا آغاز میں نے تیرہ سال پیشتر کیا تھا خدا میرا مددگار ہو۔ آمین!

ایڈیٹر کے خاص مضا[illegible]

[illegible]

گذشتہ سال پر میرا ریویو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلو سے ہے اس لئے میں دُنیا جہان کے دوسرے واقعات کو چھوڑ کر احمدیت کے مرکز و محور پر اپنے دائرہ خیالات کو لے جاؤنگا۔

۱۹۰۸ء کا آغاز حسب معمول بہت سی امیدوں اور آرزوں کے ساتھ ہوا۔ لیکن کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ یہ سال سلسلہ کے لئے ایک عظیم الشان انقلاب اور امتحان کا سال ہوگا۔ اگرچہ ۱۹۰۷ء کے آخر میں جو وحی حضرت حجۃ الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوئی وہ اس واقعہ عظیمہ کی خبر دیتی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعہ وصال کے رنگ میں آنے والا تھا۔ مگر طبیعتوں میں یہ امر مرکوز ہو چکا تھا کہ ابھی آپ کو بہت کچھ کرنا ہے اور آپ کا زمانہ اس سال میں ختم ہونے والا نہیں۔ مگر واقعات نے بتایا کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

۱۹۰۷ء کے دسمبر میں لاہور کی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسے کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی۔ اور اس میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دعوت کی۔ اور متواتر درخواستیں کر کے آخر حضرت اقدس علیہ السلام سے منظور کرا لیا کہ آپ کا مضمون اس جلسہ میں پڑھا جاوے۔ چنانچہ حضور نے "الہامی کتاب کی ضرورت اور وہ کونسی ہے" کے مضمون پر ایک پمفلٹ لکھا جو اس جلسہ میں کئی ہزار آدمیوں کی موجودگی میں حضرت حکیم الامۃ نے اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھا۔ اس لیکچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی ٹالریشن کی بنیاد رکھدی تھی۔ مگر آریوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھا کر اپنی عادت کے موافق اسلام پر نہایت ہی گندے اور ناپاک حملے کئے۔ اور مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب واقعات کی اطلاع ملی۔ تو آپ کی رگِ حمیت میں جوش بھر گیا اور ان کے ناپاک حملوں کا دندان شکن جواب دینے کا عزم کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت تھی۔ کہ آپ اسلام پر کسی مخالف کا اعتراض سن کر سخت بے قرار ہو جاتے تھے۔ اور جب تک جواب نہ دے لیں آپ کو چین نہیں آتا تھا چنانچہ اس طرح یہ

چشمہ معرفت

کی بنیاد پڑی۔ آپ نے اس کتاب کو لکھنا شروع فرمایا۔ اور یہ کتاب آپ کے وصال سے چند روز پہلے ختم ہوئی۔ کتاب مکمل کر کے آپ کو حضرت اُم المومنین علیہا السلام کے علاج کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور کی روانگی کے ساتھ ہی جو وحی آپ پر ہوئی وہ داغ ہجرت کی خبر دیتی تھی مگر اس وقت کسے معلوم تھا۔ کہ آپ کا قادیان کو چھوڑنا جسمانی رنگ میں ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے۔ وہ وحی الٰہی یہ تھی:۔

> مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
> مباش ایمن از بازیٔ روزگار

اس وحی الٰہی پر آپ نے اپنے عزم لاہور کو فسخ کرنا چاہا مگر بعد میں آپ پھر تشریف لے گئے۔ لاہور جا کر آپ نے اتمام حجت کے لئے رؤسا لاہور کو ایک دعوت دی۔ اور اس میں اپنے تمام مقاصد کو پیش کیا اور پورے طور پر اپنے دعاوی کی تبلیغ کی یہ سب تقریریں اپنے وقت پر الحکم میں چھپ چکی ہیں انہیں ایام میں آپ کو پیغام صلح کی تحریک ہوئی۔ اور اپنے مذاہب کی جنگ کا خاتمہ کر کے

شہزادہ امن

کی حیثیت میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہا۔ اور اہالیان لاہور کو پیغام صلح کا پیغام دیا۔ مگر مشیت ایزدی میں یہ مقدر ہو چکا تھا۔ کہ یہ پیغام اس وقت سنایا جاوے۔ جبکہ آپ مرفوع ہو چکے ہوں۔ آخر وہ وقت آگیا۔ جس کا کھٹکا تھا یعنی

آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے

یہ واقعہ لاہور میں ہوا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ اس وقت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپ کا جسد مبارک مقبرہ بہشتی میں لایا گیا اور وہیں آپ دفن ہوئے۔ یہ سال اس حیثیت سے سلسلہ کے لئے

ایک انقلاب کا سال تھا

دشمنوں اور مخالفوں کو یقین تھا۔ کہ اب یہ سلسلہ مٹ جائیگا۔ اور جماعت منتشر ہو جائیگی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ کا نمونہ دکھایا اور اس سے پیشتر کہ نبیوں کا موعود خلیفہ آغوش لحد میں جا سوئے۔

دورِ خلافت

شروع ہو گیا اور سب نے متفق ہو کر حضرت حکیم الامۃ مولوی نور الدین کو اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کیا۔ اس وقت سے مخالفین کے ساتھ جنگ کا پہلو بدل گیا۔ انہوں نے بڑے زور آور حملوں سے احمدیت کے قلعہ پر فائر کرنے شروع کئے۔ مگر نتیجہ اُن کی ذلت اور ہماری نصرت ہوا۔

اس موقعہ پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی وفات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح حضرت فاضل امروہی اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے زبردست تحریروں کے ذریعہ ان تمام اعتراضات کا قلع قمع کر دیا جو کئے جاتے تھے آخر مخالفین کو خاموش ہونا پڑا۔ اور دسمبر ۱۹۰۸ء میں کرۂ مخالفت میں خاموشی کی صدا گونج رہی تھی۔ پس سلسلہ کے اس انقلابی سال میں بجز اس انقلاب کے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

واقعات عالم میں وہ عظیم الشان واقعات اس سلسلہ کی تائید میں ظاہر ہوئے۔ ایک عالمگیر طاعون کی بلا۔ دوسرے رود موسی کے ذریعہ دکن کی تباہی ان حالات نے ملک کی حالت میں کیا تبدیلی کی یہ جاننے والے جانتے ہیں۔ ان نشانات کے علاوہ ایک اور تائیدی نشان ظاہر ہوا جو

کسرِ صلیب کا کارگر حربہ

ہے۔ اور وہ ایک کتاب کا امریکہ میں شایع ہونا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ یہ مضمون شاید ناقص رہجاوے۔ اگر میں یہ ظاہر نہ کروں۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی اُن تالیفات میں سے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھیں مسیح ہندوستان میں۔ نجم الہدیٰ۔ اور براہین احمدیہ جلد پنجم شائع کی گئیں۔ دورِ خلافت کے آغاز ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے بیت المال کا ایک محکمہ قائم کیا۔ اور لنگر خانہ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ آیا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ ہمیشہ سے وفاداری کے تعلقات رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خدمات گورنمنٹ کی بہ حیثیت ایک مذہبی امام کے کی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان اپنے امام کی سنت پر شائع کیا جس میں جماعت کو وفاداری اور اطاعت کی تعلیم اور ہدایت کی اور غدارانہ سازشوں اور مجمعوں سے الگ رہنے کا حکم دیا اور مختلف اوقات میں اپنی تقریروں میں اس امر کو جماعت کے ذہن نشین کیا۔ اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض مقامی ضروریات کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک ڈیپوٹیشن صوبہ سرحدی کے کمشنر صاحب کی خدمت میں بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جنہوں نے نہایت ملاطفت اور مہربانی سے معروضات ڈیپوٹیشن کو سنا اور تسلی بخش جواب دیکر احمدی قوم کے دل میں برٹش رول کی برکات کا اور بھی اثر پیدا کر دیا۔

اسی جگہ مجھے یہ ذکر کرنا چاہئے۔ کہ ۱۹۰۸ء کی پہلی سہ ماہی میں حسن اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پنجاب کے فنانشل کمشنر صاحب بہادر سے بمقام قادیان ملاقات کا موقعہ ملا۔ آپ نے اُن کی دعوت کی۔ اور اپنے اغراض و

ایڈیٹر کے خاص مضامین

ہمارا گذرا ہوا سال

گذشتہ سال پر میرا ریویو صرف سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پہلو سے ہے اس لئے میں دُنیا جہان کے دوسرے واقعات کو چھوڑ کر احمدیت کے مرکز و محور پر اپنے دائرۂ خیالات کو لے جاؤنگا۔

۱۹۰۸ء کا آغاز حسب معمول بہت سی امیدوں اور آرزوں کے ساتھ ہوا لیکن کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ خیال نہ تھا۔ کہ یہ سال سلسلہ کے لئے ایک عظیم الشان انقلاب اور امتحان کا سال ہوگا۔ اگرچہ ۱۹۰۵ء کے آخر سے ہی وحی حضرت حجۃ الاسلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ہوئی۔ وہ اس واقعہ عظیمہ کی خبر دیتی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعہ وصال کے رنگ میں آنے والا تھا۔ مگر طبیعتوں میں یہ امر مرکوز ہو چکا تھا کہ ابھی آپ کو بہت کچھ کرنا ہے اور آپکا زمانہ اس سال میں ختم ہونے والا نہیں۔ مگر واقعات نے بتایا۔ کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

۱۹۰۷ء کے دسمبر میں لاہور کی آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسے کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی۔ اور اس میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دعوت کی۔ اور متواتر درخواستیں کرکے آخر حضرت اقدس علیہ السلام سے منظور کرالیا۔ کہ آپکا مضمون اس جلسہ میں پڑھا جاوے۔ چنانچہ حضور نے "الہامی کتاب کی ضرورت اور وید کو نسی ہے" کے مضمون پر ایک پمفلٹ لکھا۔ جو اس جلسہ میں کئی ہزار آدمیوں کی موجودگی میں حضرت حکیم الامت نے اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھا۔ اس لیکچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی مصالحت کی بنیاد رکھدی تھی۔ مگر آریوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھا کر اپنی عادت کے موافق اسلام پر نہایت ہی گندے اور ناپاک حملے کئے۔ اور مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اِن واقعات کی اطلاع ملی۔ تو آپ کی رگِ حمیت میں جوش پھر گیا اور ان کے ناپاک حملوں کا دندان شکن جواب دینے کا عزم کیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عادت تھی۔ کہ آپ اسلام پر کسی مخالف کا اعتراض سُن کر سخت بیقرار ہوجاتے تھے۔ اور جب تک جواب نہ دے لیں آپکو چین نہیں آتا تھا چنانچہ اس طرح یہ

چشمہ معرفت

کی بنیاد پڑی۔ آپنے اس کتاب کو لکھنا شروع فرمایا۔ اور یہ کتاب آپکے وصال سے چند روز پہلے ختم ہوئی۔ کتاب مکمل کرکے آپ کو حضرت اُم المومنین علیہا السلام کے علاج کے لئے لاہور جانا پڑا۔ لاہور کی روانگی کے ساتھ ہی جو وحی آپ پر ہوئی وہ داغ ہجرت کی خبر دیتی تھی۔ مگر اس وقت کسے معلوم تھا۔ کہ آپ کا قادیان کو چھوڑنا جسمانی رنگ میں ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہے۔ وہ وحی الٰہی یہ تھی:۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار

مباش ایمن از بازئیے روزگار

اس وحی الٰہی پر آپ نے اپنے عزم لاہور کو فسخ کرنا چاہا مگر بعد میں آپ پھر تشریف لے گئے۔ لاہور جاکر آپ نے اتمام حجت کے لئے رؤسا لاہور کو ایک دعوت دی۔ اور اس میں اپنے تمام مقاصد کو پیش کیا اور پورے طور پر اپنے دعاوی کی تبلیغ کی۔ یہ سب تقریریں اپنے وقت پر الحکم میں چھپ چکی ہیں۔ انہیں ایام میں آپ کو پیغام صلح کی تحریک ہوئی۔ اور اپنے مذاہب کی جنگ کا خاتمہ کرکے

شہزادہ امن

کی حیثیت میں اپنے آپکو پیش کرنا چاہا۔ اور آپ نے اہالیان لاہور کو پیغام صلح کا پیغام دیا۔ مگر مشیت ایزدی میں یہ مقدر ہو چکا تھا۔ کہ یہ پیغام اس وقت سُنایا جاوے۔ جبکہ آپ مرفوع ہوچکے ہوں۔ آخر وہ وقت آگیا۔ جس کا کھٹکا تھا یعنی

آپ رفیق اعلیٰ سے جاملے

یہ واقع لاہور میں ہوا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا۔ اس وقت سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ آپکا جسد مبارک مقبرہ بہشتی میں لایا گیا اور وہیں آپ دفن ہوئے۔ یہ سال اس حیثیت سے سلسلہ کے لئے

ایک انقلاب کا سال تھا

دشمنوں اور مخالفوں کو یقین تھا۔ کہ اب یہ سلسلہ مٹ جائیگا۔ اور جماعت منتشر ہو جائیگی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ کا نمونہ دکھایا اور اس سے پیشتر کہ نبیوں کا موعود خلیفہ آغوش لحد میں جا سوئے۔

دور خلافت

شروع ہوگیا اور سب نے متفق ہوکر حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین کو اپنا امام اور خلیفہ تسلیم کیا۔ اس وقت سے مخالفین کے ساتھ جنگ کا پہلو بدل گیا۔ انہوں نے بڑے زور اور حملوں سے احمدیت کے قلعہ پر فائر کرنے شروع کئے۔ مگر نتیجہ اُن کی **ذلت اور ہماری نصرت** ہوا۔

اس موقعہ پر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعودؑ کی وفات کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح حضرت فاضل امروہی اور حضرت صاحبزادہ صاحب نے زبردست تحریروں سے اعتراضات کا قلع قمع کردیا جو کئے جاتے تھے آخر مخالفین کو خاموش ہونا پڑا۔ اور دسمبر ۱۹۰۸ء میں کہ گذشتہ سال خاموشی کی صدا گونج رہی تھی۔ پس سلسلہ کے اس انقلابی سال میں بجز اس انقلاب کے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

واقعات عالم میں وہ عظیم الشان واقعات سلسلہ کی تائید میں ظاہر ہوئے۔ ایک عالمگیر طاعون کی بلا۔ دوسرے رود موسٰی کے ذریعہ دکن کی تباہی۔ ان حالات نے ملک کی حالت میں کیا تبدیلی کی یہ جاننے والے جانتے ہیں۔ ان نشانات کے علاوہ ایک اور تائیدی نشان ظاہر ہوا۔ جو

کسر صلیب کا کارگر حربہ

ہے۔ اور وہ ایک کتاب ہے جو امریکہ میں شایع ہوتا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ یہ مضمون شاید ناقص رہجاوے۔ اگر میں یہ ظاہر نہ کروں۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کی اُن تالیفات میں سے جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھیں مسیح ہندوستان میں۔ نجم الہدیٰ۔ اور براہین احمدیہ جلد پنجم شائع کی گئیں۔ دور خلافت کے آغاز ہی میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے بیت المال کا ایک محکمہ قائم کیا۔ اور لنگر خانہ کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ آیا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ ہمیشہ سے وفاداری کے تعلقات رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت ایک مذہبی امام کے کی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان اپنے امام کی سُنت پر شائع کیا جس میں جماعت کو وفاداری اور اطاعت کی تعلیم اور ہدایت کی اور غدارانہ سازشوں اور مجمعوں سے الگ رہنے کا حکم دیا اور مختلف اوقات میں اپنی تقریروں میں اس امر کو جماعت کے ذہن نشین کیا۔ اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض مقامی ضروریات کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کو ایک ڈیپوٹیشن صوبہ سرحدی کے کمشنر صاحب کی خدمت میں بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جنہوں نے نہایت ملاطفت اور مہربانی سے معروضات ڈیپوٹیشن کو سُنا اور تسلی بخش جواب دیکر احمدی قوم کے دل میں برٹش رول کی برکات کا اور بھی اثر پیدا کردیا۔

اسی جگہ مجھے یہ ذکر کرنا چاہیئے۔ کہ ۱۹۰۸ء کی پہلی سہ ماہی میں حسن اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پنجاب کے فنانشل کمشنر صاحب بہادر سے بمقام قادیان ملاقات کا موقعہ ملا۔ آپ نے اُن کی دعوت کی سادہ اپنے اغراض و

مقاصد کو اُن پر کھول کر بتایا۔

غرض

اس طرح پر گورنمنٹ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مستحکم کیا۔ اور سارے کام کر کے اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ اللّٰھم صل علی محمّدٍ و آل محمّدٍ و خلفائے محمّدٍ و بارک وسلم۔

سلسلہ کی عام رپورٹ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر مولوی محمد علی صاحب نے سنا دی ہے۔ اس لئے میں یہاں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ امید ہونی چاہئے کہ یہ رپورٹ چھپ جاوے۔

ان واقعات کے بعد میں الحکم کے متعلق کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں شروع سال میں الحکم کو ہفتہ میں دو بار کر دیا گیا تھا لیکن ستمبر کے قریب پہونچکر مالی مشکلات نے اس کی اشاعت ہی کو معرض خطر میں ڈال دیا۔ اور اس کی وجہ مشین کے لگ جانے کی وجہ سے دو ہزار کے قریب نقصان اور بہت بڑی زیر باری تھی تاہم الحکم چونکہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے بھی بہت سی مشکلات میں سے ہو کر گزرا ہے۔ اور وہ گویا خوگر ہو چکا ہے اس لئے یہ مشکلات اُس کے لئے حوصلہ شکن نہ تھیں خدا تعالیٰ کے فضل پر اسی طرح بھروسہ رکھتا ہوا جاری رہا۔ اس کی اشاعت میں بعض وقت توقف ہوا۔ اور بعض اوقات تعویق اور التوا۔ اس توقف اور التوا میں ایڈیٹر الحکم خدمتِ اور اشاعتِ دین کے سلسلہ سے غافل نہیں رہا۔ بلکہ اُس نے ترجمۃ القرآن کے تین پارے قوم کی خدمت میں پیش کئے اور مکتوبات احمدیہ کی پہلی جلد شایع کی اس طرح یہ سال گزر گیا اب ہم نئے سال میں ہیں۔ اور نئی امیدیں ہمارے ساتھ ہیں وباللہ التوفیق۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہٗ کی شہادت

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب قدس اللہ سرہٗ اُن بندگان خدا میں سے تھے۔ جو حضرت احدیت کے ساتھ پاک تعلق رکھتے ہیں۔ اور جو ولی اللہ کہلاتے ہیں آپ عالی جناب نواب بہاولپور کے مرشد و پیر تھے اور ریاست بہاولپور میں اور دوسرے مقامات میں آپ کی بہت بڑی جماعت موجود ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نہایت نیک ظن اور اخلاص رکھتے تھے۔ یہ امر اُن لوگوں سے مخفی نہیں جنہوں نے آپ کی خط و کتابت کو پڑھا ہے میرے مخدوم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے الشہادت کے عنوان سے ایک اشتہار شایع کیا ہے جس میں خواجہ صاحب کی اس شہادت حقہ کو درج کیا ہے۔ جو آپ کی کتاب "ارشادات فریدی" میں درج ہے۔ میں اس کا خلاصہ ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ اُن لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ جو خواجہ صاحب سے ارادت رکھتے ہیں۔ اس شہادت سے یہ مثل کیا ہی سچ ثابت ہوتی ہے کہ ولی را ولی مے شناسد۔ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب پر اپنی برکات نازل کرے اور اُن کی قوم کو توفیق دے کہ وہ فائدہ اُٹھاوے آمین! ایڈیٹر۔

اے میرے پیارے اے میرے عزیز ہموطن بھائیو! دیکھو سنو اور غور کی نگاہ سے اس میں تدبّر کرو۔ آپکے ایک نہایت ہی پیارا معزز و محترم بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا سچی شہادت دے گیا ہے۔ دیکھو وہ دنیا پرست نہ تھا اور خدا کے سوا وہ کسی کی اپنے دل میں محبت نہ رکھتا تھا یہی وجہ ہے کہ اُس نے کسی کی پرواہ نہ کی اور آپ سب صاحبان کی سامنے علی الاعلان یہ کہدیا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام امام وقت مجدد زمان اور مہدی دوران ہیں۔ اور جھوٹے نہیں ہیں اور آپ ہی وہ مہدی ہیں جن کا انتظار تیرہ سو سال سے کیا جاتا تھا۔ .... آپ پر واجب ہے۔ کہ اس امام کی پاک جماعت میں مل جاویں اور اس مذہبی جنگ میں جو قلم کے ذریعہ دجال کے ساتھ اسلام کو بچانے اور اس کے نورانی تعلیم کو دُنیا میں پھیلانے کے لئے شروع کیا گیا ہے حصّہ لیں۔ امام وقت اپنے ہاتھ سے اس کا آغاز کر گئے ہیں اور بہت حد تک فتح کا جھنڈا گاڑ چکے ہیں اور اپنی سنت آپ کے لئے ثواب حاصل کرنے کے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ اب آپ کا کام ہے۔ کہ اپنے آپ کو اس ثواب کے حصول کا مستحق بناویں یہ کام تو اب ہو کر رہیگا۔ آپ مایوس نہ ہوں کیونکہ منشائے الٰہی ایسا ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی بات ناممکن نہیں ہمارا خدا وہی خدا ہے جس نے کہ ایک ریتلے میدان سے ایک قوم کو اُٹھا کر ساری دُنیا میں پھیلا دیا۔ آپ اپنی نیتوں کو بلند کریں۔ اور دین کی خدمت کے لئے کمرہمت باندھیں اور اصل فلاح اور کامیابی کی راہ پر چلیں تاکہ کامیاب ہو جاویں میں نے چند لفظ آپ کی خیر خواہی اور ہمدردی کے لئے عرض کئے ہیں۔ دعا ہے کہ خدا سعید دلوں کو اُن سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ آخر میں خواجہ صاحب کی اس شہادت کو اُن کے اپنے الفاظ میں ارشادات فریدی حصّہ سوم سے لیکر درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ صاحبان اس میں ایک خدا ترس اور منصف پسند دل لیکر غور کریں اور فائدہ اُٹھاویں۔

"فرمودند کہ مرزا صاحب مردے نیک مرد صالح است و نزد من کتابے از ملہمات خود فرستادہ است۔ کمال او از آں کتاب بظاہر است۔ اندریں اثناء بعضے از علمائے ظواہر کہ حاضر خدمت حضور خواجہ ابقاہ اللہ تعالیٰ نشستہ بود نسبت مرزا صاحب زبان طعن کشادہ رد و انکار کردہ حضرت ابقاہ اللہ تعالیٰ در جوابش فرمودند نہ نہ وے مرد صادق است۔ مفتری و کاذب نیست این معاملہ جعلی و خود ساختہ او نیست۔ فرمودند کہ ہمہ اوقات مرزا صاحب بعبادت خدائے عزوجل مے گزارند یا نماز می خوانند یا تلاوت قرآن شریف میکنند یا دیگر شغل اشغال مے نمایند و بر حمایت اسلام و دین چناں کمر ہمت بستہ کہ ملکہ زمان لندن را نیز دعوت دین محمدی کردہ است۔ و بادشاہے روس و فرانس وغیرہ ہما را ہم دعوت اسلام نمودہ است و ہمہ سعی و کوشش او در نیست۔ کہ عقیدہ تثلیث و صلیب را کہ سراسر کفر است بگذارند و بتوحید خدا تعالیٰ بگروند و علمائے وقت را بہ بینید کہ دیگر گروہ مذاہب باطلہ را گزاشتہ در پے ایں چنیں نیک مرد کہ از اہل سنت و جماعت است و راہ ہدایت مینماید افتادہ اند و بر وے حکم تکفیر میسازند نظم کلام عربی او بہ بینید کہ از طاقت بشریہ خارج است و تمام کلام او مملو از معارف و حقائق و ہدایت است و از عقائد اہل سنۃ و جماعت ضروریات دین ہرگز منکر نیست۔

فرمودند کہ مرزا صاحب بر مہدویت خود بسیار علامات بیان کردہ مگر ازاں میاں دو علامات کہ در کتاب خود درج ساختہ بیان نمودہ است برتر و بدرجہ غائت بر دعوے مہدویت او گواہ اند۔ یکے ایں کہ او گفتہ کہ در حدیث شریف آمدہ است کہ قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ الخ فرمودند نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید مہدی از دہے کہ گفتہ شد او را کدعہ کہ کدعہ در اصل معرب کادیان است۔ دوم ایں است کہ او میگوید کہ در دارقطنی ایں حدیث از امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روائت کردہ است کہ ان لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان و تنکسف الشمس فی النصف منہ۔ ہر گاہ خسوف قمر و کسوف شمس بتاریخ ششم از ماہ اپریل ۱۸۹۴ء واقع شد۔ پس مرزا صاحب برائے اتمام حجت خود در اکناف و اطراف و اکناف عالم اشتہارات ایں معنی ارسال کرد۔ کہ ایں پیشگوئی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم برائے ظہور مہدی موعود فرمودہ بودند اکنوں تمام شدہ است۔ بر ہمہ واجب کہ بمہدویت من اعتراف کنند۔ حضور فرمودند کہ بیشک معنی حدیث شریف ایں چنیں است۔ کہ مرزا صاحب بیان کردہ +

ڈاکٹر سید محمد حسین ایل ایم ایس لاہور

گذشتہ بدھوار کے روز صبح کو نارتھ ویسٹرن ریلوے پر دو مختلف مقامات پر تصادم کے حادثے ہوئے۔ ایک حادثہ جگراؤں سٹیشن پر تھا۔ آپ کی مسافر ٹرین ایک مسافر ٹرین سے لڑ گئی۔ قریب ۷ بجے صبح کا وقت تھا۔ اسی صبح کو ۷ بجے سٹیشن نواب شاہ پر ایک میل ٹرین کی گاڑی ڈھون گڈس کی گاڑی سے لڑ گئی

مذہبی تعلیم کی مشکلات

مسئلہ تعلیم ان دنوں بجائے خود ایسا مشکل مسئلہ ہو گیا ہے۔ کہ گورنمنٹ اور وہ قومیں جنہوں نے تعلیم کے میدان میں قدم بڑھایا ہے۔ اس کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہیں اور مختلف رنگوں اور صورتوں میں ایسے مفید اور مؤثر بنانے کے فکر میں ہیں۔ میرا اپنا خیال ہے۔ کہ میں مسئلہ تعلیم پر ضرور اپنے خیالات ظاہر کرونگا۔ لیکن اس وقت عنوان بالا پر مجھے کسی قدر لکھنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور اس کی تحریک مجھے کچھ تو اپنی احمدی کانفرنس کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اور کچھ مولوی شبلی کی اس تحریر سے جو الندوہ کے تازہ شائع شدہ نمبر میں نکلی ہے یہ ایک ضروری مگر نہایت ہی دقیق مسئلہ ہے جس پر بحث کی ضرورت اور حاجت ہے۔ اس لئے اس پر تفصیل سے بحث کرنے کے لئے میں کسی اور موقعہ کا منتظر ہوں۔ فی الحال مجھے مولانا شبلی کی رائے پر کچھ لکھنا ہے۔ اس لئے میں پہلے اُس نوٹ کو یہاں لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:-

"ہمارے عزیز دوست مسٹر یعقوب نے علی گڈھ گزٹ میں ایک مضمون اس عنوان پر لکھا ہے۔ کہ علی گڈھ کالج میں مذہبی تعلیم محض سطحی اور ناکافی ہے۔ اس کا اثر دلوں پر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر اُس کے انتظام کی کچھ تدبیریں بتائی ہیں۔ ہم نے ۱۲ برس تک کالج میں بسر کئے ہیں۔ اور اس مسئلہ پر بہت غور و فکر کیا ہے۔ ایک دفعہ ہم نے ایک یادداشت بھی لکھ کر بھیجی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ اس قدر مشکل ہے۔ کہ موجودہ حالت میں تو ہمارے ارکان خود اس کے لئے چندان وقت صرف نہیں کرتے۔ لیکن اگر کرنے بیٹھیں تب بھی اس مسئلہ کا حل کرنا سخت مشکل ہے۔ ہندوستان میں ایک عالم بھی ایسا نہیں مل سکتا۔ جو فلسفہ حال سے واقف ہو۔ اس لئے ایسے علماء کی تلقین و ہدایت کا اثر، طلباء پر پڑنا، دور از کار ہے"۔

"ہمارے عزیز نے جن لوگوں کو اس خدمت کے لئے انتخاب کیا ہے۔ اُن میں ہمارا نام بھی ہے۔ لیکن اگر ہم کو خود انتخاب کا اختیار دیا جاتا۔ تو اُن کی فہرست میں ایک نام بھی نہیں رہ جائیگا۔ اور از قدر خود بشناس۔ ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ ہم لوگ فلسفہ حال کا کہاں تک مقابلہ کر سکتے ہیں۔ پہلے فارابی کی طرح فلسفہ جدید سیکھو۔ پھر غزالی بنو۔ فارابی بننے سے پہلے غزالی بننا حماقت ہے"۔

اس نوٹ کو پڑھ کر مجھے اس لحاظ سے تو مسرت ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود کی برکت سے مذہبی تعلیم کی طرف عام رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ اور قلوب علماء نے محسوس کر لیا ہے کہ قرآن مجید کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لئے اور اس وقت کی مذہبی جنگ میں حصہ لینے کے لئے ہمیں خود اور اپنے بچوں کو تیار کرنا چاہئے لیکن مولانا شبلی نے جو مایوس کن رائے ظاہر کی ہے اسے پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔ اگر ہندوستان میں کوئی ایسا عالم نہیں جو فلسفہ حال سے واقف ہو۔ اور دوسرے علماء کی تلقین و ہدایت کا اثر طلباء پر کچھ نہیں ہوتا۔ تو پھر غالباً یہ سوچنا مشکل نہیں۔ کہ ندوۃ العلماء کیا کریگا۔

میں شبلی صاحب سے اس امر میں متفق نہیں کہ مذہبی تعلیم کے مؤثر ہونے کے لئے فلسفہ حال کا علم ہونا ضروری ہے۔ یہ امر خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نری دلیل بازی اور حجت آفرینی قوت یقین کو پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ اس کے لئے ایک اور راہ ہے۔ جس سے یہ لوگ ناواقف اور نا آشنا ہیں میں اُن تمام مدارس اور مکاتب کے وجود کو مفید یقین کرتا ہوں۔ جو الہیات اور فلسفہ اسلام کی تعلیم دینے کے لئے کھلے ہیں یا کھل رہے ہیں۔ لیکن اگر ان تمام مدارس سے ایسے ہی طالب علم پیدا کرنا مقصود رکھا گیا۔ جو آریوں یا عیسائیوں یا دہریوں کے مقابلہ میں لاف زنی کر سکیں تو یہ کوئی قابل قدر بات نہ ہوگی۔ بلکہ ضرورت ہے ایسے لوگوں کے پیدا کرنے کی جو اسلام کی صداقت کو عملی سچائیوں کے رنگ میں ظاہر کر سکیں اور جو کچھ وہ کہیں۔ وہ اُن کی زبان ہی پر نہ ہو بلکہ اُن کی روح بولتی ہو۔ ایسے لوگ جو اسلام کا عملی نمونہ پیش کریں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر وہ موجودہ زمانہ کی بلند پروازیوں سے واقف بھی نہ ہوں گے۔ تو بھی وہ اُن عالموں اور فاضلوں پر اپنا اثر ڈال سکیں گے جو روحانیت سے بے بہرہ ہیں۔

موجودہ علوم و فنون اور نبوی علوم میں ایک یہی فرق ہے کہ اول الذکر کے لئے تقویٰ کی شرط نہیں۔ ایک فاسق فاجر یہاں تک کہ اللہ اور اُس کے رسول کا منکر بھی ان علوم کو معمولی محنت اور دولت سے سیکھ سکتا ہے اور کیا یہ لوگ پہلے سے موجود نہیں ہیں پھر اسی رنگ کے اور اسی قسم کے اور پیدا کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟۔

ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو نبوی علوم سے بہرہ ور ہوں اور اُن کی زندگیاں اسلام کا عملی نمونہ ہوں۔ نبوی علوم کیلئے ضرورت ہے تقویٰ کی جب تک خشیت اللہ پیدا ہو۔ قوت یقین جب تک پیدا نہ ہو۔ کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا لیکن شبلی صاحب جو راہ اختیار کرتے ہیں وہ درست نہیں اُس کے لئے صاحبت النفوس کی جو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وجود کے لئے آئینہ خدا نما ہوں۔ نرے مدرسے اور مکتب کوئی اعلیٰ درجہ کا اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ روح اور قوت وہی لوگ پیدا کریں گے۔ جو مردان خدا کہلاتے ہیں۔ اور یہ وہی ہوتے ہیں۔ جو علوم انبیاء کے حقیقی وارث ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ موقع ان لوگوں کو دیا ہے جو قادیان رہتے ہیں۔ یا اس سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے تازہ بتازہ نشانات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور انہیں یقین ہو گیا ہے کہ خدا ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام اور فلاسفروں کے ایمان میں جو فرق ہوتا ہے۔ وہی فرق فلسفہ کے مدرسین اور متعلمین اور علوم نبویہ کے مدرسین اور متعلمین کی قوت تاثیر میں ہوتا ہے۔ اس لئے ایک پختہ کار اور صاحبدل فلاسفر نے فرمایا ہے سے

ایکہ خوانی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں را ہم بخواں

پس مسٹر یعقوب اور مولانا شبلی کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس غرض اور مطلب کو وہ پورا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مذہبی تعلیم مؤثر ہو۔ وہ ایسی جگہ ہو سکتی ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ کے ایک مامور کی صحبت کا فیض یافتہ نور یقین سے معمور سینہ رکھنے والا انسان موجود ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے فضل سے اس فلسفہ سے بھی بخوبی واقف ہے۔ جو مولانا شبلی کی نظر میں قابل قدر ہے۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ دینی تعلیم کا سوال یہاں قابل غور ہے۔ امید ہے کہ وہ لوگ جو اس مسئلہ پر آجکل غور کر رہے ہیں توجہ کریں گے۔ اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر توفیق ملنے پر انشاء اللہ تعالیٰ لکھیں گے۔

اطلاع

۱- ہر قسم کی خط و کتابت کے لئے اپنا نمبر خریداری جو چٹ کے ساتھ چھپا ہوا ہوتا ہے درج کرنا چاہئیے۔ ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف جواب طلب امور کے لئے جوابی یا ٹکٹ آنا چاہئیے

عدم رسی اخبار کی شکایت اسی ہفتہ کے اندر آنی چاہئیے آئندہ کیلئے انتظام کیا ہے کہ تاریخ اشاعت سے ایک روز پہلے اخبار ڈاکخانہ میں بھیجا جاویگا۔ گویا ہر مہینے کی ۶ و ۱۳ و ۲۰ و ۲۷ کو اخبار ڈاکخانہ میں دیا جائیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ایڈیٹر الحکم قادیان

مختصر نوٹ

مسلمان کب تک بیدار نہ ہونگے

آگرہ کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع اٹاوہ کے موضع ٹنگا چھپورہ کے تمام مسلمان ہندو کو شدھ کرکے آریہ بنایا گیا ہے - اور ارد گرد کے دیہات میں بھی اس تحریک کو موثر بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے اگرچہ قرآن کریم مرتدین کے متعلق ہمیں اطمینان دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے بدلہ ایک ایک اور قوم کو لے آتا ہے مگر اسکے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ مسلمان اپنے فرض کو نہ سمجھیں اور غافل رہیں۔ اشاعت اسلام کے ضمن میں حفاظت اسلام اور مسلمان کو مسلمان رکھنا بھی ایک ضروری امر ہے اسلئے مسلمانوں کی انجمنوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے موقعہ پر تمام اختلافات کو مٹا کر اس مشترک غرض کے لئے متفقہ کوشش سے کام لیں اور اپنی طاقتوں کو پراگندہ کرکے کمزور نہ کریں بلکہ وہ متحد ہوکر اسکو مضبوط کریں۔ یہ ساری خرابیاں ایک جسے پیدا ہوئی ہیں مگر اندرونی جھگڑوں میں مبتلا ہوکر مخالفین اسلام کو موقع ملگیا ہے کہ وہ اپنے زہریلے اثر کو پھیلائیں بس کیا ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ اس زہر کے تریاق کو سب ملکر پیش کریں گے؟ ایسی صدا کدھر سے آئے گی ہم سننے کے مشتاق ہیں۔

مذہبی آزادی اور برٹش رول

برٹش حکومت کے برکات میں سے مذہبی آزادی بھی ایک عجیب نعمت ہے۔ ملک معظم نے ۱۸۵۸ء کے اعلان کی جوبلی میں یکم نومبر ۱۹۰۸ء کو جو اعلان دیا ہے اس میں ملکہ کریمہ کے اس اعلان کی تجدید کی ہے جو یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو ملکہ معظمہ نے دیا تھا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان دونوں اعلانوں کے ان فقرات کو یہاں درج کر دوں جو مذہبی آزادی کے متعلق ہیں۔ ملکہ معظمہ آنجہانی فرماتی ہیں۔

ہم اس بات کو بطور اپنی شاہانہ مرضی اور خوشی کے اعلان کرتے ہیں کہ کسی شخص کو بھی محض اس کے مذہبی عقیدے یا مذہبی رسومات کی پابندی کی وجہ سے نہ تو بلندی دیجاویگی اور نہ ہی تنگ کیا جاویگا۔ اور نہ ہی اذیت پہونچائی جاویگی۔ اور ہم ان تمام کارکنوں کو جو کہ ہماری طرف سے کسی عہدہ پر سرفراز ہوں یہ سخت تاکید کرتے ہیں کہ وہ ہماری رعایا میں سے کسی شخص کے مذہبی عقیدے یا طریق عبادت میں کسی قسم کا دخل دینے سے قطعی پرہیز کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرینگے۔ تو وہ ہمارے مورد عتاب ہونگے اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ جہانتک ہوسکے ہماری رعایا کو بلا تمیز مذہب یا قوم کے آزادانہ طور سے اور بلا عذر رعایت ہمارے محکموں میں ان عہدوں پر مامور کیا جاوے کہ جن کے فرائض کو وہ اپنی تعلیم۔ لیاقت اور استعداد کے ذریعہ کما حقہ پورا کرنیکے قابل ثابت کریں"

اس اعلان کی تجدید میں ملک معظم نے یکم نومبر ۱۹۰۸ء کو جو اعلان دیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں۔

"میری رعایا میں سے کوئی آدمی بھی محض اپنے مذہبی عقیدہ یا طریق عبادت کی بنا پر بلندی نہیں دیا گیا یا تنگ نہیں کیا گیا یا اذیت نہیں پہونچایا گیا بلکہ تمام لوگ قانون کی برابر رعایت حفاظت میں رہے ہیں"

مبارک ہے وہ سلطنت جسکے خیالات ایسے اعلیٰ ہوں اور مبارک ہے وہ رعایا جو ایسی سلطنت کے ماتحت ہو وہ ہم ہیں جو ہم احمدی گورنمنٹ کے خصوصیت سے شکر گزار ہیں۔

تار خبروں کی شرح میں تبدیلی

یکم جنوری ۱۹۰۹ء سے تار خبروں کی شرح میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہے جس سے ناظرین الحکم کا آگاہ ہو جانا ضروری ہے۔ تار کی دو قسمیں ہونگی۔

اول **ایکسپریس** "پہلے بارہ لفظ یا اس سے کم تعداد کے لئے ایک روپیہ اور ہر زاید لفظ کے لئے ۲ر چارج کیا جاویگا۔

دوم **آرڈینری** پہلے بارہ لفظ یا اس سے کم تعداد کے لئے ۶ر چارج کئے جاوینگے اور ہر زاید لفظ کے لئے آدھ آنہ لیا جاویگا۔

اس لحاظ سے آئندہ ۴ر کی "تار" نہیں جاسکا کریگی گویا ۶ر کی تار ہوگی اور پہلے کی نسبت الفاظ میں ارزانی ہو گئی ہے

[illegible]

یہ ایک ناول ہے جو اردو میں بھی ترجمہ ہو کر چھپ چکا ہے گورنمنٹ نے اس کتاب کا رکھنا منع کر دیا ہے اسلئے جن لوگوں کے پاس اس نام کا ناول ہو وہ اسے تلف کر دیں اسلئے کہ گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل ہمارا فرض ہے اگرچہ احمدی لوگ کو ذوق ناول خوانی رہا ہی نہیں تاہم عام اطلاع کے لئے ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ اس خبر کو درج کر دیا جاوے۔

فروری ۱۹۰۹ء کے شروع میں قدیم و جدید مشرقی آرٹ کی نمائش امرتسر میں ہوگی۔ اور لارڈ کچنر کمیٹی نمائش کے پریسیڈنٹ ہونگے۔

ایک لاکھ آدمیوں کا خوفناک زلزلہ سے ضائع ہونا۔ اٹلی کے جزیرہ سسلی کے شہر کالابریا میں نہایت خوفناک زلزلہ آیا اور اس کے ساتھ سمندر کی موج ۴۰ فٹ بلند خشکی میں ۳۰۰ گز تک اندر چلی گئی۔ زلزلہ کا صدمہ ۳۰ سکنڈ تک محسوس ہوتا رہا۔ ٹیلیگراف اور ٹیلیفون کے سب تار ٹوٹ گئے ہزارہا مکانات اور ہوٹل گر پڑے۔ ہزارہا آدمی ڈوب گئے ساحل سمندر کے شہر میسینا اور ریگیو ڈمی کالابریا بالکل برباد ہو گئے۔ زلزلہ معلوم کرنے کے تمام آلات اٹلی میں ٹوٹ گئے ہوٹل۔ ٹاؤن ہال۔ بورس۔ پوسٹ آفس۔ بارک سب منہدم ہو گئیں۔ سیکڑوں دیہات تباہ ہو گئے۔ جرمنی۔ اٹلی اور انگریزی و روسی جنگی جہازات زلزلہ زدوں کی امداد کو فوراً روانہ ہو گئے شہر کالابریا کا نچلا حصہ سمندر میں بالکل غرق ہو گیا۔ میسینا میں پچاس ہزار آدمی مر گئے۔ زلزلہ کے بعد آگ لگ گئی۔ اس نے رہے سہے مکانوں کو خاکستر کر دیا۔ گزیزی میں ایک ہزار اور ٹسی میں ۵۰۰ آدمی مرے۔ آگ کے بعد سخت بارش نے مصیبت اور آفت کے پیالہ کو لبریز کر دیا۔ غرض اب تک ایک لاکھ آدمیوں کے زلزلہ سے مکانوں کے گرنے سے غرق ہو جانے سے مرنے کی خبر آ گئی ہے۔ غرضکہ غضب الٰہی کا نمونہ میسینا میں نظر آ رہا ہے۔ چشم زدن میں ایک لاکھ آدمیوں کا مر جانا نہایت قابل افسوس اور عبرت انگیز امر ہے۔ اس نفسا نفسی کے ہنگامہ میں چوروں اور لٹیروں نے اپنے مجرمانہ کام سے توبہ نہ کی۔ وہ برابر لوٹ اور مار کرتے رہے۔ بالآخر فوج نے لٹیروں اور چوروں کو نشانہ بندوق بنا کر دوزخ کے فرشتوں کے حوالہ کر دیا۔ ان سنگدلوں نے اس وقت وہ ہی ضرب المثل دکھلائی۔ کہ "کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے"۔

تقدس مآب پوپ کو جب یہ خبر لگی۔ تو وہ گھٹنوں کے بل جھک کر فوراً توبہ و استغفار کرنے لگے۔ وہ جاء وقوع پر جانا چاہتے تھے۔ مگر ڈاکٹروں نے ان کو خرابی صحت کے سبب سے جانے سے روک دیا۔ شاہ اٹلی معہ ملکہ اٹلی جاء واردات پر پہونچ گئے۔ شاہ اٹلی نے مصیبت زدوں کی امداد میں ۲ ہزار پونڈ عطا کئے۔ لندن۔ امریکہ اور سب جگہ مصیبت زدوں کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے۔ پناہ گیر جنگی جہازوں میں بٹھلا کر اٹلی کے دوسرے اضلاع میں پہونچائے جا رہے ہیں۔ غضب خدا سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

اس کے متعلق کسی قدر تفصیل سے آئندہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایڈیٹر

اسلامی دنیا

شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ

دو شخصوں نے جو ریوالوروں سے مسلح تھے۔ شاہ ایران کے محل میں داخل ہوکر شاہ کا کام تمام کر دینے کی کوشش کی۔ مگر شاہ کے محافظوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اگر شاہ نے پارلیمنٹ کو جلد جاری نہ کریں گے۔ تو اس کا انجام ایک دن یہی ہو کر رہے گا۔ روس اور انگلستان نے پھر زور دیا ہے۔ کہ وہ پارلیمنٹ کے ممبروں کو منتخب کرنے کا حکم دیں۔ شاہ نے دونوں سلطنتوں کو جواب دیا ہے۔ کہ ایرانیوں نے ترکی سفارت خانہ میں پناہ لیکر مجھ پر دباؤ ڈالنا شروع کیا ہے۔ جب تک پناہ گزین ترکی سفارت خانہ سے چلے نہ آئیں گے اس وقت تک ممبران پارلیمنٹ کے انتخاب کے لئے فرمان جاری نہ ہوگا۔

ایران کی سٹیٹ کونسل

شاہ ایران نے پچاس ممبروں کی ایک سٹیٹ کونسل قائم کی ہے۔ جس میں ۳۲ شہزادے اور امرا ہیں اور ۱۸ سوداگر۔ ان سب کو شاہ نے خود نامزد کیا ہے۔ اور اس طرح پر چاہا ہے۔ کہ اُسے پارلیمنٹ قائم کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ مگر نا ممکن ہے۔ جب تک پارلیمنٹ نہیں دیا جائیگا۔ اُس وقت تک اطمینان اور امن قائم نہیں ہو سکتا۔

ٹرکی پارلیمنٹ کے برکات

ٹرکی پارلیمنٹ کے برکات میں سے یہ برکت کیا کم ہے۔ کہ مکہ معظمہ میں الحجاز نام ایک اخبار جاری کیا گیا ہے اور اس طرح پر واذا الصحف نشرت کی پیشگوئی کا ظہور الحجاز کے ذریعہ ساکنین حجاز پر خوب ہوگا۔ اور جہاں وہ اذا العشار عطلت کی پیشگوئی کو حجاز ریلوے کی صورت میں پورا ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ وہاں الحجاز کے رنگ میں واذا الصحف نشرت کو پورا ہوتے ہوئے دیکھیں گے۔ اور ہم ان پیشگوئیوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کا نشان دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں یہ موقعہ اور وقت دیا۔ بہر حال الحجاز جاری ہو گیا ہے۔ اور یہ پارلیمنٹ کے برکات ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کی فرمائی ہوئی پیشگوئیاں ہیں۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و خلفائے محمد و بارک و سلم۔

الحجاز الجدید

اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی خوشی کا موجب ہے۔ کہ عثمانی دستوری نے صرف یورپین ٹرکی کو بدل دیا ہے۔ بلکہ اپنے کل ممالک کو حجاز کو اور نجد کو عرب کو اور عجم کو۔ حجاز میں جدید گورنر کی کوشش سے ترقی و شائستگی کے آثار نمایاں ہیں۔ مکہ معظمہ کی اصلاح اور حفظان صحت کے لئے بڑے بڑے دولتمندوں نے چندے دیئے ہیں۔ اور مکہ معظمہ میں تجارتی کمپنیاں قائم ہو رہی ہیں اور دولت عثمانیہ نے ایک برف کا کارخانہ وہاں جاری کرنے کی تجویز کی ہے۔ اور حاجیوں کے آرام اور ان کو مطوفین کے پنجہ سے اور بدوؤں کے پنجہ سے رہا کرنے کے لئے قواعد اور ضوابط تجویز ہو رہے ہیں اور اس طرح پر الحجاز الجدید کی ترقی اور رونق بڑھ رہی ہے۔

جدید شیخ الحرم

جدید شیخ الحرم النبوی عطوفتلو حضرت مختار آفندی مقرر ہوئے ہیں۔ اخبار الحجاز ناقل ہے۔ کہ امسال محکمہ انتظام حج نے ہر ملک کے حاجیوں کی سہولت کے لئے مطوفین کی اجرت مقرر کر دی ہے۔ ہندوستان اور کابل کے حاجیوں کو فی کس مبلغ دس روپیہ مطوف کو ادا کرنا ہوگا۔ جس میں آرام ضیافت اجرت طواف وغیرہ سب کچھ شامل ہے اگر کوئی شخص قبل از حج مر جاوے۔ تو قرار داد ہو چکنے کی صورت میں نصف اجرت ادا کرنی ہوگی۔

صنعا میں سررشتہ تعلیم

نہایت خوشی کی بات ہے کہ صنعا میں سررشتہ تعلیم قائم ہو گیا ہے۔ اور حضرت فیضی آفندی ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم مقرر ہوئے ہیں۔

آسٹریا کی حماقت

معلوم نہیں۔ کہ آسٹریا کے سر پر کیا جنون سوار ہے۔ کہ اس سے جو حرکت ہوتی ہے قابل نفرت ہی ہوتی ہے۔ ریوٹر طہران سے تار دیتا ہے۔ کہ جرمن سفیر نے قومی پناہ گزینوں کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ سفارت گاہ کی اراضی کو پولیٹیکل جوش و خروش کا مرکز بنانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور انہیں اپنے گھروں کو لوٹ جانے کی ہدایت کی ہے۔ برخلاف اس کے سفیر آسٹریا نے ایک مکان اور اراضی مفروروں کو پناہ دینے کے لئے کرایہ پر لی ہے۔

تہنیت کے تار

جدید امیر مکہ شریف حسین پاشا کے پاس یمن سے امام یحیی اور عدن سے امیر لحج نے اور کاظم پاشا والی حجاز نے تہنیت کے تار بھیجے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان ملکوں میں باہمی صفائی اور امن کا دور شروع ہو چلا ہے اور پہلی پیچیدگیاں صاف ہو جائیں گی۔

آسٹریا بلغاریہ اور ترکی کا تنازعہ

ہز میجسٹی سلطان المعظم نے افتتاح ترکی پارلیمنٹ کے وقت تخت شاہی سے جو اسپیچ دی تھی اور اس میں بلغاریہ کی نسبت جادہ اطاعت سے انحراف کرنے پر اظہار افسوس کیا تھا اس پر بلغاریہ نے یقیناً آسٹریا کے بہکانے سے دول عظام سے شکایت کی ہے کہ سلطان المعظم کی اسپیچ سے بلغاریہ اور ترکوں کے تعلقات میں کشیدگی ہو جانے کا احتمال ہے مگر یہ اس کی شکایت فضول

ہے۔ دول عظام سچے واقعات کو باطل کس طرح ثابت کر سکتی ہیں
وہ بلغاریہ کی اس شکایت کو اغلباً محض بے بنیاد قرار دینگی
آسٹریا کا رویہ پھر سخت ہوتا جاتا ہے اس نے روس کو جواب
دیا ہے کہ تجویزہ کانفرنس میں الحاق بوسینا اور ہرزیگووینا
کے مسئلہ پر بحث نہیں کی جا سکتی۔ اس مسئلہ کا صرف ترکی اور آسٹریا
سے واسطہ ہے۔ ترکی سے عہد و پیمان کرنے کی آسٹریا کوشش
کر رہی ہے۔ روس اور آسٹریا کے معاہدہ کے رو سے روس کو اس بارہ
میں دخل دینے کا اختیار بھی نہیں ہے۔ ہاں اگر اس الحاق سے
مانٹینگرو اور سرویا کو کچھ نقصان پہنچا ہے۔ تو آسٹریا ان کو
معاوضہ دینے کے مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تیار ہے۔

تجارتی مال کے بائیکاٹ نے آسٹریا کی گردن تکبر و غرور ترکی
کے سامنے جھکوا دی ہے۔ ہیگ کی پنچایتی کانفرنسوں فوج بری
اور بحری کی زیادتیوں کی نسبت یہ آلہ (بائیکاٹ) امن و
امان قائم رکھنے کے لئے سب سے زیادہ کارگر نکلا۔ ترکی میں
آسٹریا کی تجارت کی جگہ جرمنی۔ فرانس۔ انگلستان رومانیا
اٹلی نے لے لی ہے۔ غرضکہ اب تک آسٹریا کا ۸ کروڑ روپیہ کا نقصان
ہو چکا ہے۔ ترکی کے وزیر اعظم نے آسٹریا کے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو
آسٹریا کی تجاویز کے متعلق یہ جواب دیا کہ آسٹریا کی تجاویز عہد و
پیمان کی گفتگو کی بنیاد قائم کرنے کے لئے ناکافی ہیں آسٹریا اگر
بوسینا اور ہرزیگووینا الحاق کرتی ہے تو اس کو سلطنت ترکی کو
چھ کروڑ روپے ادا کرنے چاہئیں۔

کرسمس ویک یا کانفرنسوں کا ہفتہ

کرسمس ویک ہندوستان بھر میں کانفرنسوں کا ہفتہ کہلاتا ہے اس لئے
مختصر طور پر بڑی بڑی کانفرنسوں کا کچھ کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے
نیشنل کانگریس۔ پچھلے سال کانگریس کو جو لوگوں نے
جو تماشا دکھایا سو وہ اخبار بین دنیا سے مخفی نہیں۔ قومی لیڈروں
کے سر پر دکھنی جوتے نثار کئے گئے اس کے بعد ایک جدید کانسٹی
ٹیوشنل کانگریس قائم ہوئی۔ اس کا اجلاس امسال مدراس میں
منعقد ہوا اس جلسہ میں ۶۴۷ ڈیلیگیٹ موجود تھے
۴۰۰ مدراس سے اور باقی تمام ہندوستان سے۔ اس سال کسی
قسم کا شور و شر اور فساد نہیں ہوا ایکسٹریمسٹ گروہ نے
اپنی کانگریس ناگپور میں کرنی چاہی۔ مگر اجازت نہ ملی کانگریس
مدراس کا صدر جلسہ وہی ڈاکٹر راس بہاری گھوش تھے
انہوں نے اپنی تقریر صدارت میں جدید اصلاحوں کا خوشی اور
شکر گزاری سے خیر مقدم کیا۔ اور اہل ملک کو اصلاحوں کی تعمیل
میں نیک نیتی سے سرکار کو مدد دینے کا مشورہ دیا جلسہ کانگریس
میں ۱۸ رزولیوشن پاس ہوئے جن میں سے انتظامی اصلاحوں اور
پیغام ملک معظم اور اگزیکٹو اور جوڈیشل اختیارات کی علیحدگی
کے تجربہ کے متعلق اطمینان اور خوشی ظاہر کی گئی۔ اور
انارکزم کی تحریک سے اظہار نفرت کیا گیا۔

باقی التجائیں اور درخواستیں ہیں بہر حال یہ جلسہ کامیابی
اور امن سے ختم ہوا۔ اور آئندہ کے لئے نیشنل کانگریس کا
اجلاس لاہور میں ہونا قرار پایا۔

مسلمانوں کی تعلیمی کانفرنس کا جلسہ امرتسر میں

تعلیمی کانفرنس کا جلسہ بصدارت نواب سلیم اللہ خان صاحب بالقابہ
نواب ڈھاکہ ۲۷ دسمبر کو امرتسر میں منعقد ہوا۔ تمام صوبجات ہند
سے تین ہزار سے زائد ڈیلیگیٹ آئے۔ امرتسر کی کارکن کمیٹی
نے قابل اطمینان انتظام کیا تھا جو ہر طرح سے قابل تعریف ہے
نواب صاحب کی تقریر صدارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تعلیم کے بغیر [illegible]
سمجھ ہی میں نہیں آ سکتا اس لئے اس کی ضرورت ہے اور دینی اور دنیوی
تعلیم ساتھ ساتھ حاصل کرنی چاہئے۔ ہندوستان کے تمام کالجوں
کے ساتھ مسلمانوں کے بورڈنگ ہوں۔ کانفرنس کی رپورٹ
جائنٹ سکرٹری نے پڑھی اور اسلامی یونیورسٹی کے لئے ۲۴ لاکھ
روپیہ کی ضرورت ظاہر کی اور کہا کہ اگر ۲ لاکھ ہر سال جمع ہو تو
۱۲ سال میں یہ رقم پوری ہو۔ ہر صوبہ میں مسلمانوں کا ایک ایک کالج
قائم ہونا چاہئے اور اس کالج سے متعلق بہت سے سکول ہوں۔
یونیورسٹی کی تحریک پر ۴۵ ہزار نقد اور ایک لاکھ سے زیادہ کے
وعدے ہوئے اور وزیر ریاست خیرپور نے ۱۲ سال تک ۴ ہزار روپیہ
سالانہ ریاست کی طرف سے دینے کا اقرار کیا۔

مسٹر جسٹس چٹرجی وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی اس
تجویز کی پُر زور مخالفت کی گئی۔ کہ ابتدائی تعلیم پنجابی زبان میں
ہو۔ قرار پایا۔ کہ تمام جلسہ اس تجویز کے خلاف میموریل بھیجے تین ہزار
دستخط فوراً ہو گئے۔ پھر محسن الملک میموریل فنڈ کھولا گیا
اور دس ہزار روپیہ چندہ ہوا اس غرض کے لئے ۳ لاکھ روپیہ جمع
کرنے کی تجویز پیش ہوئی۔

زنانہ دستکاری کی نمائش ۲۶ دسمبر کو کھولی گئی اور کمیٹی کی
تک بھی زنانہ نارمل سکول علیگڑھ کو کالج کے درجہ تک ترقی دینے
کی تجویز پیش ہوئی۔ گورنمنٹ نے ۲۶ ایکڑ زمین زنانہ سکول
کے لئے عطا کی ہے۔ بہر حال یہ جلسہ بھی پوری کامیابی سے ہوا

آل انڈیا مسلم لیگ۔ آل انڈیا مسلم لیگ (جو مسلمانوں
کی ملکی مجلس ہے) کا جلسہ بھی امرتسر میں بصدارت مسٹر سید
علی امام بیرسٹر ایٹ لا ہوا۔ لیگ نے مسٹر مورلے کی اصلاحوں
میں مسلمانوں کے حقوق نیابت کی پوری نگہداشت نہ ہونے کا افسوس
کیا اور قرار پایا۔ کہ گورنمنٹ کے پاس میموریل بھیجا جائے۔ اور
ضرورت ہو تو لیگ کے قائم مقام لنڈن جائیں۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم
سے خدمات دین میں مصروف ہیں۔ پچھلے ہفتہ کے روز جو یوم العرفات
تھا۔ بعد نماز عصر اپنے اوقات کو خصوصیت سے دعاؤں میں صرف کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ میں نے مولا کریم کے حضور عرض کی کہ کیا تیرے حضور مشکل ہے کہ تو مجھے
اس وقت عرفات پر پہنچا دے۔ تاکہ میں عرفات والوں کے ساتھ مل کر دعائیں مانگوں
فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو محسوس کیا اور اپنے آپ کو عرفات ہی میں
پایا۔ اور جماعت کے لئے بڑی بڑی دعاؤں کی تحریک ہوئی اور توفیق ملی
فرمایا میں پہلے بے فکر تھا۔ اپنی نیند سوتا اور اپنی مرضی سے اٹھتا تھا مگر
اب تو بہت ہی فکر رہتا ہے بہر حال آپ جماعت کی ہر قسم کی ترقی
کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین علیہا السلام نے بھی خصوصیت کے ساتھ یوم العرفات
کو بعد عصر اپنے بچوں کیلئے بڑی لمبی دعائیں کیں۔ آپ اور آپ کے اہل و عیال
و دیگر ممبران اللہ تعالیٰ کے فضل سے تندرست ہیں۔

۳۔ اتوار کے روز عید الاضحیٰ ہوئی۔ نماز قادیان کے مشرق کی طرف بڑ کے
درخت کے نیچے ادا ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے
قربانی کے فلسفہ پر عجیب خطبہ پڑھا۔ انشاء اللہ ناظرین کو سنائیں گے

۴۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب کی مجلس قائم کردہ مجلس ضعفاء کو
جلسہ سالانہ پر پونے دو سو کے قریب چندہ ملا۔ مجلس معتمدین کے
ممبروں نے بھی چندہ دیا۔ آجکل مجلس کے ممبروں کی دعوتیں ہو رہی

ہمارا سالانہ جلسہ

للہ الحمد۔ سالانہ جلسہ آیا اور گذر گیا۔ سالانہ جلسہ کے تفصیلی حالات دینے کی نہ گنجائش۔ اور نہ مجھے اتنا موقعہ ملا کہ پورے کوائف دینے کے قابل میں معلومات بہم پہنچا سکتا۔ اس کی وجہ میری مصروفیت ہے۔ جو خدمت احباب کی وجہ سے تھی۔ تاہم جہاں تک مناسب اور ضروری ہے۔ میں اس جلسہ کے حالات لکھنے کی کوشش کروں گا۔ وباللہ التوفیق۔

سالانہ جلسہ کی کامیابی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔ لیکن میں اس خوشی میں ایک حد تک یگانہ ہوں۔ کہ الحکم کی تحریروں نے قوم کے دل میں اثر پیدا کیا اور اُس نے الحکم کی اُن تحریروں کو جو سالانہ جلسہ کے کامیاب بنانے کے متعلق اس میں نکلتی رہیں پورے غور سے پڑھا اور اس پر عمل کرنے کی سعی کی۔ یہ حوصلہ افزا امر مجھے جرات دلاتا ہے کہ آئندہ بھی جو کچھ میں اس سلسلہ اور ضمن میں لکھوں گا۔ انشاء اللہ العزیز قوم اس پر توجہ کرنے کے لیے تیار ہے۔

حضرت حجۃ اللہ کے وصال کے بعد یہ پہلا جلسہ تھا اور جیسا کہ مخالفین اور معاندین نے آپ کے مرفوع ہونے کے وقت خیال کیا تھا۔ کہ یہ قوم منتشر اور پراگندہ ہو جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے دست خاص نے جب اس کی نصرت کی تو انہیں شرمندہ ہونا پڑا۔ پھر انہوں نے سوچا کہ یہ شاید ایک معمولی یا آنی جوش کا نتیجہ ہو۔ سال کے اختتام تک دیکھنا چاہیے۔ بلکہ بعض کوتاہ اندیشوں نے تفرقہ اور انتشار کی پیشگوئیاں بھی کر دیں۔ لیکن سال کے اخیر پر جلسہ کی تقریب کے لیے ایسے سامان قدرت نے پیدا کر دیئے۔ جو سلسلہ کے خادمان یہ یقین کرنے کے لئے کافی وجوہ رکھتے تھے۔ کہ یہ جلسہ انشاء اللہ العزیز پورا کامیاب ہوگا۔ ہر چند اس جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بہ نظر اسباب بہت ہی کم ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس سال احمدی جماعت کے افراد کو غیر معمولی طور پر کئی مرتبہ قادیان اور لاہور آنا پڑا۔ اور پھر قحط سالی اور بخار کی عالمگیر وبا نے مالی مشکلات میں بھی ہر شخص کو ڈال دیا تھا۔ مگر سالانہ جلسہ کی رونق نے بتا دیا کہ

نصرت حق یوں آیا کرتی ہے!

ہر خدا تعالیٰ کی خاطر سفر کرنے والوں کی نظر میں تکالیف یا مالی مشکلات کا سوال ہی ناممکن ہے۔ اور ان کی لغت میں گویا مشکلات کا لفظ ہی نہیں۔ اس اجتماع نے قوم کے جوش صدق و وفا اور حب قومی کے مٹتے ہوئے آثار کو زندہ کر دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے موقعہ دیا۔ کہ ہم مخالفین حق کو

شرمندہ کر سکیں

ولِلّٰہ الحمد۔ بہر حال اس تفصیل میں نہ پڑ کر اب میں جلسہ کے حالات ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔

انتظام جلسہ۔ اس جلسہ کے انتظام کے لئے احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا۔ کہ جلسہ کے متعلق مختلف کام تقسیم کر دیئے جاویں چنانچہ اس پر عملدرآمد کر لیا گیا۔ اور مختلف کام مختلف دوستوں کے سپرد کر دیئے گئے۔ پہلے سالوں کے مقابلہ میں اس سال

استقبالی کمیٹی

کا اضافہ کیا گیا اور بٹالہ کے اسٹیشن پر احباب کے استقبال یا اُن کے آرام کی خاطر ایک پارٹی کو ۲۴ دسمبر ۱۹۰۸ء سے بھیجدیا گیا تھا۔ اس کا کام یہ تھا۔ کہ جو احباب بٹالہ سٹیشن پر اتریں ان کے لئے سواری اور اُن کے اسباب کی روانگی کا انتظام کریں۔ اسباب کی روانگی کے لئے کئی چھکڑے اور ریڑو پہلے سے مہیا کئے گئے تھے۔ تاکہ پیدل آنے والے احباب کا اسباب اس ذریعہ سے قادیان بھیجا جاوے۔ اس مقصد کے لئے انجمن کو ایک معقول رقم کرایہ کی خود خرچ کرنی پڑی۔ مگر انجمن اس خرچ سے بہت ہی خوش ہے۔ جو خدمت احباب اور آسائش برادران کے لئے خرچ کیا گیا۔ ۲۴۔ دسمبر سے لیکر ۲ تک یہ انتظام جاری رہا۔ اور اس کے ذریعہ بہت بڑا آرام بھائیوں کو ہوا۔ جس کے لئے ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے شکر گذار ہیں۔ اور نیز اُن بھائیوں کے جنہوں نے اس غرض کو نہایت شوق جوش اور اخلاص سے ادا کیا۔ میں نام بنام اُن کا شکریہ ادا کرتا مگر میں جانتا ہوں۔ کہ اس کی نہ ضرورت ہے اور نہ وہ خواہشمند بہر حال یہ جدید انتظام اس سال کیا گیا تھا اور اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اس انتظام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ اس لئے کہ اس سال نارتھ ویسٹرن ریلوے کے افسران نے مہربانی فرما کر احمدی قوم کے اس سالانہ جلسہ کے لئے

رعایتی شرح کرایہ کی منظور کر لی!

اگرچہ اس سے پہلے بارہا یہ تحریک ہوتی رہی۔ لیکن چونکہ نہایت تنگ وقت میں یہ کوشش ہوتی تھی۔ اس لئے اس میں کامیابی نہیں ہوتی رہی۔ مگر اس سال اس تجویز پر مناسب موقعہ پر غور کیا گیا اور کوشش جاری ہوئی۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ رعایتی شرح منظور ہو گئی جس کے لئے میں احمدی قوم کی طرف سے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے حکام کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مجھے امید ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بھی باضابطہ شکریہ کی چٹھی افسران محکمہ ریلوے کو لکھی جاویگی۔ اس رعایت کے منظور ہو جانے سے جماعت کو بہت فائدہ ہوا۔ اور ڈھائی ہزار سے زائد سرٹیفکیٹ دفتر سکرٹری سے جاری ہوئے۔ مہمانوں کی کثرت۔ موسم سرما کی شدت اور بعض دوسرے پہلوؤں کو سوچکر استقبالی کمیٹی کا مقرر کرنا ضروری سمجھا گیا۔ مہمانوں کی کثرت کے مقابلہ میں مکانوں کی بہت بڑی قلت تھی۔ پوری کوشش کر کے جسقدر مکانات حاصل ہو سکتے تھے۔ خالی کرائے گئے۔ لیکن خطوط جو احباب کی آمد کے متعلق آئے تھے۔ ان کے اندازہ پر نظر کر کے جگہ پھر بھی تھوڑی نظر آتی تھی اس لئے

ایک جدید چھپّر

طیار کرایا گیا۔ جو ڈیڑھ سو فیٹ لمبا۔ اور بیس فیٹ کے قریب چوڑا تھا۔ یہ تجویز جلسہ کے چند ہی روز پیشتر کی گئی۔ مگر میرے عزیز دوستوں **حافظ عبدالرحیم** اور **شیخ عبدالرحمان** قادیانی نے جس قابلیت اور محنت سے بہت ہی تھوڑے عرصہ میں اس کا اہتمام کیا۔ وہ کام کرنے والے نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ ان دو نو نوجوانوں کے سپرد مکانات کا انتظام تھا۔ جس دھوپ دھوپ سے انہیں کام کرنا پڑا۔ وہ انہیں کا حصہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی جزا ہو۔ یہ بڑا چھپّر سر دست مستقل رہیگا۔ مکانات کی قلت نے ہمیشہ مجھے تحریک دلائی ہے اور ضرورت کے وقت قوم نے اسے محسوس بھی کیا ہے۔ مگر اس کی طرف پوری توجہ نہیں ہوئی۔ عرصہ گذرتا ہے۔ میں نے تحریک کی تھی۔ کہ اگر ضلعوار جماعتیں اپنے اپنے صرف سے یہاں مکانات بنالیں۔ تو بہت بڑا آرام ہو سکتا ہے۔ اور اب یہ تجویز زیادہ زور سے قوم کے سامنے پیش کرنے کی حاجت محسوس ہوتی ہے۔ جس کو کسی دوسرے وقت پیش کیا جاوے گا۔

اسی طرح پر روشنی کے انتظام پر بہت بڑی معقول رقم

خرچ کرنی پڑی۔

غرض

مختلف جماعتیں کام کرتی تھیں جو کوئی کھانا کھلانے پر متعین تھی۔ میرا کئی سال کا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ ایسے موقعہ پر کام کرنے والے آدمیوں کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ صرف قادیان کی موجودہ جماعت ایسے موقعہ پر کافی نہیں ہو سکتی۔ اور آئندہ کے لئے یہ سوال اسطرح پر حل کرنا پڑیگا۔ کہ اوائل دسمبر ہی میں مختلف جماعتوں کی طرف سے چند ایسے آدمی پہلے سے بُلا لئے جائیں۔ جو جسمانی طور پر کام کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ اور اس موقعہ پر خدمت احباب کے لئے بے تکلّف کام کر سکیں۔

خدمت احباب کے لئے یوں تو ہر کام بہت اہم اور خاص محنت چاہتا ہے۔ لیکن کھانا کھلانے کا انتظام بہت وقت طلب اور توجہ طلب ہے۔ ہزاروں آدمیوں کو کھانا کھلانا آسان امر نہیں۔

چونکہ جلسہ کی کارروائی ایک خاص وقت مقررہ پر شروع ہونے والی ہوتی ہے۔ اس لئے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ سب سے پہلے وہ کھانا کھانے کے کام سے فراغت کرلے تاکہ جلسہ گاہ میں موزون نشست حاصل کر سکے۔ دوسری طرف بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنے مکان پر ہی کھانا پسند کرتے ہیں۔ اس اور دوسری قسم کی مشکلات اتنی ہوتی ہیں۔ کہ حیران کر دیتی ہیں۔ اور اگر کسی باضابطہ انتظام کے نیچے یہ کام ہو۔ باضابطہ تو ہوتا ہے۔ مگر میری غرض یہ ہے۔ کہ اسے باضابطہ بنا دیا جاوے۔ تو ان مشکلات پر قابو پا جانا مشکل نہیں ہے۔ ایسے موقعہ پر انتظام اسی صورت میں قائم رہ سکتا ہے۔ کہ جن لوگوں کے سپرد یہ انتظام ہو۔ اُن کے کام میں کوئی بھی خواہ چھوٹا یا بڑا دخل نہ دے۔ مشورہ الگ امر ہے اور دخل دینا الگ۔ اور جب تک یہ راہ اختیار نہ کی جاوے کہ افسر مجاز کی فرمانبرداری کی جاوے۔ اس میں مشکلات رہیں گی۔ آئندہ اس سوال کو بھی پہلے سے سوچ لینا ضروری ہے۔ اس دفعہ جو مشکلات پیش آئیں۔ وہ کام کرنے والوں کو معلوم ہو سکتی ہیں۔ اس سے مہمانوں کو تکلیف پہنچنا بھی ممکن ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں کو تکلیف ہوئی۔ وہ آپ بھی ایک حد تک اس تکلیف کے لیے ذمہ وار ہیں۔ یہ وقت نہیں۔ کہ مَیں ان تجاویز کو پیش کروں۔ جو اس انتظام کی اصلاح اور بہتری کا ذریعہ ہو سکتی ہیں۔ اس لئے مَیں آگے چلتا ہوں صرف یہ کہکر کہ ہر طرح سے کافی انتظام کیا گیا تھا۔ کہ مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے بایں۔ اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو یہ تعجب کی بات نہیں۔

آمد مہمانان ہرچند جلسہ کی کارروائی ۲۶ دسمبر بعد دوپہر سے شروع ہونے والی تھی۔ لیکن چونکہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کو جمعہ تھا۔ اس لئے لوگوں کی آمد ۲۳ دسمبر ہی سے شروع ہو گئی تھی۔ اور ۲۴ دسمبر کی شام تک ایک کثیر تعداد آچکی تھی۔ اور ۲۵ کی صبح تک اتنا اژدہام ہو گیا۔ کہ مسجد اقصیٰ میں نماز کی گنجایش نہ ہو سکی۔ اور نماز جمعہ مدرسہ کے اُس وسیع صحن میں ادا کرنی پڑی۔ جہاں مہمانوں کے اترنے کے لئے وہ وسیع چھپر تیار کیا گیا تھا۔ جس کا اوپر ذکر ہوا۔ پونے ایک بجے کے قریب حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ شروع فرمایا۔ اگرچہ سلسلہ حالات جلسہ کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ میں اس خطبہ کو یہاں درج کر دوں۔ مگر میں بہتر اور مناسب یہی سمجھتا ہوں۔ کہ تقریروں کے سلسلے کو ایک ہی دفعہ شروع کروں۔ اس لئے یہاں صرف اتنا ہی ذکر کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب نے قرآن مجید کو اپنے درس کے علاوہ جمعہ میں شروع سے سنانا شروع کیا ہوا ہے۔ اسی سلسلہ میں آپ نے یہ خطبہ پڑھا۔

احباب اس وقت تک بہت جگہ سے آچکے تھے۔ بریلی۔ پشاور۔ شاہجہان پور۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ لائل پور۔ بمبئی۔ وزیر آباد۔ امرتسر۔ بٹالہ۔ لاہور۔ سیالکوٹ۔ لودھانہ۔ پٹیالہ۔ سنور۔ کپورتھلہ۔ بنگہ۔ کریام۔ راہوں۔ کاٹھگڑھ۔ سڑاوہ۔ بیرشیان۔ مردان وغیرہ بہت سے مقامات سے اس جلسہ میں احباب شامل ہوئے۔ میری اپنی سمجھ کے موافق شامل ہونے والوں کی تعداد

دو اور تین ہزار

کے درمیان تھی۔ اس کے علاوہ گورداسپور کے ضلع اور اردگرد کے دیہات سے بھی بہت سے لوگ شریک تھے۔

جیساکہ خیال ظاہر کیا گیا تھا۔ عملی طور پر پروگرام کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ کارروائی جلسہ کی پروگرام کے موافق ۲۶ دسمبر کو بعد دوپہر سے شروع ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن لوگوں کی کثرت اور اُن کے وفور شوق نے ناظمانِ جلسہ کو ۲۶ دسمبر کی صبح سے کارروائی شروع کرنے کی ضرورت ظاہر کر دی۔ **مجلس معتمدین** کا اجلاس تو ۲۵ دسمبر سے ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ اور ابھی اس کا کام باقی بھی تھا۔ مگر جلسہ کا باقاعدہ افتتاح ۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء کو ۱۰ بجے ہو گیا۔ اس موقعہ پر یہ عرض کر دینا بھی بے محل نہیں۔ کہ مجلس معتمدین کا سالانہ اجلاس ایام جلسہ میں بہت نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے آئندہ امید ہے کہ انجمن کے سالانہ اجلاس کے لئے ستمبر کا مہینہ موزون ہو سکتا ہے۔ اور بجٹ کی تبدیلی اور مالی سال کے تغیر نے اس ضرورت کو اہم بنا دیا ہے۔ بلکہ انجمن نے یا انجمن کے بعض ممبروں نے اس امر کو محسوس بھی کیا ہے۔ اس لئے آئندہ سالانہ اجلاس غالباً ستمبر میں ہی ہوگا۔ بہرحال ۲۶ دسمبر ۱۹۰۹ء کو

۱۰ بجے کے قریب

جلسہ کا باضابطہ افتتاح ہوا۔ اس جلسہ کے صدر مجلس میرے مکرم بھائی شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور مقرر ہوئے۔ شیخ صاحب نے عام جلسوں کے دستور کے موافق ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو احمدی پبلک سے انٹرڈیوس کرایا۔ اور اُنہیں اپنا لیکچر پڑھنے کی اجازت دی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا لیکچر لکھا ہوا تھا۔ اور پروگرام میں بتایا گیا تھا کہ آپ کے لیکچر کا موضوع یا مضمون تھا۔

ہم کیونکر ترقی کر سکتے ہیں؟

لیکچر لکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات اور تالیفات کے مناسب موقعہ اقتباسات سے اس کو موثر اور دلچسپ بنانے میں پوری محنت سے کام لیا تھا۔ میرے پاس وہ لیکچر نہیں پہنچا۔ شاید انجمن کے دفتر میں ہو یا دفتر بدر میں۔ اس لئے جب تک وہ مجھے مل نہ جاوے مَیں معذور ہوں۔ اسے درج نہیں کر سکتا عزیز ہمعصر بدر نے اُن کی تقریر کا خلاصہ غالباً اُن کی لکھی ہوئی تقریر سے لیکر شائع کیا ہے۔ میں اس خلاصہ کو بھی اسی سلسلہ میں شائع کرونگا جب تقریروں کا سلسلہ چھپنا شروع ہوگا۔ لیکچروں کے اندراج کے متعلق میری پوزیشن بحیثیت ایک نوٹیس بہت نازک ہو جاتی ہے۔ اس لئے میرے دوست اور مکرم دوست مجھے معذور سمجھیں گے۔ اگر کسی مرحلہ پر میں